



رئاسة الشؤون الدينية  
بالمسجد الحرام والمسجد النبوي

التحقيق والإيضاح لـكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة على ضوء الكتاب والسنّة

اردو

اردو

حج و عمرہ اور زیارت کے بیشتر  
سائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنّت کی  
روشنی میں



تألیف: علام  
عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

جـ جمعية خدمة المحتوى الإسلامي باللغات ، ١٤٤٧ هـ

بن باز ، عبدالعزيز  
التحقيق والإضاح لكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة على  
ضوء الكتاب والسنة - أردو. / عبدالعزيز بن باز ؛ جمعية خدمة  
المحتوى الإسلامي باللغات - ط١. - الرياض ، ١٤٤٧ هـ

١٤٧ ص ٤ سم

رقم الإيداع: ١٤٤٧/٩٣٩٢  
ردمك: ٩٧٨٠٦٠٣٨٥٩١٨٤٠٠

الْتَّحْقِيقُ وَالْإِيْصَاحُ لِكَثِيرٍ مِّنْ مَسَائِلِ  
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ وَالزَّيَارَةِ  
عَلَى ضَوْءِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

حج و عمرہ اور زیارت کے بیش تر مسائل کی تحقیق ووضاحت  
کتاب و سنت کی روشنی میں

لِسَمَاحَةِ الشَّيْخِ الْعَلَّامَةِ  
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَازِ  
رَحْمَةُ اللَّهُ

تألیف: علامہ

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# حج و عمرہ اور زیارت کے بیش تر مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت کی روشنی میں

تألیف: علامہ

عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز

مقدمہ مؤلف

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف اللہ کی ہے، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اچھا انجام  
پر ہیز گاروں کے لیے ہے۔ درود و سلام نازل ہو اللہ کے بندے اور رسول محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی تمام آں اور تمام صحابہ پر۔

اما بعد:

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں حج اور اس کے فضائل و آداب اور سفر حج کا

ارادہ کرنے والوں کے لیے ضروری بالتوں کا بیان اور اختصار ووضاحت کے ساتھ حج، عمرہ اور زیارت کے بہت سے اہم مسائل کا ذکر موجود ہے۔ میں نے اس رسالے میں صرف انہی امور کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جن پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے دلیل قائم ہے، جنھیں میں نے محض مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت اور اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جمع کر دیا ہے:

﴿وَذَكْرٌ فِإِنَّ الدِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾

”اور نصیحت کرتے رہیں، یقیناً یہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دے گی۔“

[سورہ ذاریات: 55] مزی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيشَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتَبَيَّنَتْهُ لِلثَّالِسِ وَلَا تَكُنْتُمُونَهُ...﴾

”اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں...“ [سورہ آل عمران: 187]۔ الآیہ۔ اور ایک مقام پر فرمایا ہے:

﴿...وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالْتَّقْوَى...﴾

"... نیکی اور پر ہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو... " [سورہ مائدہ: 2]

اور نبی کریم ﷺ کی اس صحیح حدیث کے مصدق، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے: «الَّذِينَ التَّصِيَّحُونَ، ثَلَاثَةٌ، قَيْلَ: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ». "دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلم حکام کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے"۔<sup>1</sup>

جب کہ طبرانی نے حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «مَنْ لَمْ يَهْتَمْ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ، وَمَنْ لَمْ يُضْبِحْ وَيُمْسِ نَاصِحًا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِإِمَامِهِ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ». "جو مسلمانوں کے معاملات پر توجہ نہ دے وہ ان میں سے نہیں ہے اور جس کی صحیح و شام، اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول اور مسلم حکام اور

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 55.

عام مسلمانوں کی خیر خواہی میں نہ گزریں، وہ ان میں سے نہیں ہے۔<sup>1</sup>

اللہ سے میری دعا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور میری اس ادنی کوشش کو اپنی ذات کریم کے لیے خالص فرمائے اور اسے جنت النعیم میں داخلہ کا ذریعہ بنائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اللہ ہمارے لیے کافی اور بہترین کار ساز ہے۔

## فصل

### حج اور عمرہ کے وجوہ کے دلائل اور انھیں جلد سے جلد ادا کرنے کا

#### بیان

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ ہم کو اور آپ کو حق کی معرفت اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے، عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے حرمت والے گھر کا حج فرض کیا ہے اور اسے اسلام کا ایک رکن قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

<sup>1</sup> طبرانی الاوسط، حدیث نمبر: 7469۔

﴿...وَلِلَّهِ عَلَى التَّائِسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ عَنِّي عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا ج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔" [سورہ آل عمران: 97]

صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «بَنِي إِسْلَامٍ عَلَى حَمِّسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجَّ بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ». اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔<sup>1</sup>

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: "میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کچھ لوگوں کو ان

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 8 و صحیح مسلم، حدیث نمبر: 16.

علاقوں کی طرف بھیجوں جو ہر ایسے شخص کا پتہ لگائیں، جس نے طاقت ہونے کے باوجود حج نہیں کیا ہے، تاکہ ان پر جزیہ مقرر کر دیں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔<sup>21</sup>

اور علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ”جو شخص حج کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود حج نہ کرے، اس کے لیے برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔“<sup>3</sup>

جس پر حج فرض ہو چکا ہوا اور اس نے اب تک حج نہیں کیا ہو، اس کو جلدی کرنا چاہیے، کیوں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ﴿تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجَّ - يَعْنِي الْفَرِيضَةَ - فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ﴾۔ حج کو جلدی ادا کر لیا کرو۔ یعنی فرض حج۔ کیوں کہ

<sup>1</sup> اس روایت کو جامع الأحادیث میں (حدیث نمبر: 31221 کے تحت) سنن سعید بن منصور کی طرف منسوب کیا گیا ہے، لیکن مجھے یہ حدیث دستیاب نہیں میں نہیں ملی۔

<sup>2</sup> یعنی: مال کی کشادگی۔

<sup>3</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 812۔

کسی کو نہیں معلوم کہ اس کے سامنے کون سے مجبوری آجائے۔<sup>1</sup>

اور اس لیے بھی کہ جس پر حج فرض ہو چکا ہے، اس کے لیے اللہ کے اس ارشاد کے مطابق فی الفور حج ادا کرنا واجب ہے:

﴿...وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ عَنِّي عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔" [سورہ آل عمران: 97]۔ اور نبی ﷺ کے خطبے کے دوران فرمائے گئے اس قول کے مطابق: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَاحْجُوْا». "لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، اس لیے تم حج کرو۔"<sup>2</sup>

عمرہ کے وجوہ پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں، جن میں سے چند اس طرح ہیں:

---

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 1732۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1337۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے اسلام کی بابت پوچھا، تو آپ نے فرمایا: «الإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَتَقْيِيمُ الصَّلَاةِ، وَتُؤْتِيَ الرِّزْكَةَ، وَتَحْجَجَ الْبَيْتَ وَتَعْتَمِرَ، وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَتَتِيمَ الْوُضُوءَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ» "اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرو، جنابت کا غسل کرو، پورا وضو کرو اور رمضان کے روزے رکھو"۔<sup>1</sup> اس حدیث کو ابن خزیمہ اور دارقطنی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اس کی سند ثابت اور صحیح ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی کہ انہوں نے دریافت کیا : «يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ عَلَى النِّسَاءِ مِنْ جِهَادٍ؟ قَالَ: عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: الْحُجُّ وَالْعُمْرَةُ» "اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ان پر ایسا جہاد فرض ہے، جس میں لڑائی نہیں ہے: حج اور

---

<sup>1</sup> ابن خزیمہ، حدیث نمبر: 1

عمرہ"۔<sup>1</sup> اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

حج اور عمرہ زندگی میں ایک بار فرض ہیں، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول ﷺ کا ارشاد ہے: «الْحَجُّ مَرَّةٌ، فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطْوِعٌ». "حج ایک مرتبہ فرض ہے اور اس سے زیادہ کرے، تو نفل ہے"۔<sup>2</sup>

البہت نفلی حج اور عمرہ کثرت سے کرنا مسنون ہے، کیوں کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «الْعُمَرَةُ إِلَى الْعُمَرَةِ كَفَارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبُرُورُ لَيْسَ لَهُ جَرَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ»۔ "ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ، ان دونوں کے درمیان کی خطاؤں کے لیے کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں ہے"۔<sup>3</sup>

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1520۔

<sup>2</sup> سنن نسائی، حدیث نمبر: 2620۔

<sup>3</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1773 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1349۔

## فصل

گناہوں سے توبہ کرنے اور مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کی

### ضرورت کا بیان

جب مسلمان حج یا عمرہ کے سفر کا ارادہ کرے، تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں اور دوستوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرے۔ یعنی احکامات الہی پر عمل اور نواہی سے اجتناب کی تاکید کرے۔

اس کا یا اس کے ذمہ جتنا قرض ہوا اس کو لکھ ڈالے اور اس پر گواہ بنادے۔

جلد سے جلد تمام گناہوں سے سچی توبہ کر لے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

"اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو، تاکہ تم نجات

پاؤ۔" [سورہ نور: 31]

سچی توبہ کا مطلب ہے: گناہوں سے باز آنا، ان کو چھوڑ دینا، پچھلے گناہوں پر نادم ہونا اور آئندہ وہ گناہ نہ کرنے کا عزم رکھنا۔ اگر اس کے پاس لوگوں کے مال، آبرو یا جان کا کوئی حق باقی ہو تو اپنے سفر سے پہلے اس کو ان کو واپس کر دے

یا ان سے معاف کرائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «مَنْ گَاتَ  
عِنْدَهُ مَظْلَمَةً لِأَخِيهِ مِنْ مَالٍ أَوْ عِرْضٍ فَلْيَتَحَلَّ الْيَوْمَ فَبِلَّ أَنْ لَا  
يَكُونَ دِيَنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ  
مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِّلَ  
عَلَيْهِ». جس کے پاس اس کے بھائی کے مال یا آبرو کا کوئی حق باقی ہو، اسے  
چاہیے کہ اس دن کے آنے سے پہلے اس سے پاک و صاف ہو جائے، جس دن نہ  
درہم کام آئے گا نہ دینار۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی، تو صاحب حق کو اس  
کے حق کے بقدر دے دی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہیں ہوں گی، تو صاحب  
حق کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔<sup>1</sup>

حج و عمرہ کے لیے پاکیزہ حلال کمائی سے خرچ کا انتظام کرنا چاہیے، اس لیے  
کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى طَيِّبٌ لَا يَقْبُلُ إِلَّا طَيِّبًا»۔  
"اللَّهُ تَعَالَى پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے"۔<sup>2</sup>

طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2449۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1015۔

نے فرمایا ہے: «إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ حَاجًا بِنَفْقَةٍ طَيِّبَةٍ وَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ فَنَادَى: لَبَيْكَ اللَّهُمَّ لَبَيْكَ، نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: لَبَيْكَ وَسَعْدَيْكَ، رَادُكَ حَلَالٌ، وَرَاحِلَتُكَ حَلَالٌ، وَحَجُّكَ مَبْرُورٌ عَيْرُ مَأْرُورٍ، وَإِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ بِالنَّفَقَةِ الْحَيِّيَّةِ فَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ فَنَادَى: لَبَيْكَ اللَّهُمَّ لَبَيْكَ، نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: لَا لَبَيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ، رَادُكَ حَرَامٌ، وَنَفَقَتُكَ حَرَامٌ، وَحَجُّكَ عَيْرُ مَبْرُورٍ». جب آدمی پاکیزہ زاد سفر کے ساتھ حج کے لیے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں سواری کے رکاب میں رکھ کر کہتا ہے: حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، تو اس کو آسمان سے ایک پکارنے والا جواب دیتا ہے کہ تیری لبیک قبول ہو اور رحمت الہی تجھ پر نازل ہو۔ تیر ا تو شہ حلال، تیری سواری حلال اور تیر ا حج مقبول ہے، (اور تیرے لیے) گناہوں سے پاکی ہے۔ جب آدمی حرام کمالی کے ساتھ حج کے لیے نکلتا ہے اور سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ کر پکارتا ہے: حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، تو آسمان سے ایک پکارنے والا جواب دیتا ہے کہ تیری لبیک قبول نہیں، نہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔ تیر ا زاد سفر حرام، تیری کمالی حرام اور تیر ا حج غیر مقبول ہے۔<sup>11</sup>

<sup>1</sup> المُعْجمُ الْكَبِيرُ لِلْطَّبَرَانيِّ، حَدِيثُ نَمْبَر٢٩٨٩۔

حج کا ارادہ کرنے والے کو چاہیے کہ حرص و ہوس اور کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے گریز کرے۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے: «وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعَذَّبُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَعْفِنْ يُغْنِي اللَّهُ». جو شخص سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص بے نیاز ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔<sup>1</sup>

رسول ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے: «لَا يَرَأُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يُأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيَسَ فِي وَجْهِهِ مُرْعَةٌ لَّهُمْ». جب آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے، تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہو گا۔<sup>2</sup>

حاجی کو چاہیے کہ اپنے حج اور عمرہ سے اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا طالب ہو اور ان مقدس مقامات میں ایسے اقوال و اعمال سے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرے، جو اللہ کو پسند ہوں۔ حج کے ذریعہ دنیا کمانے

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1427 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1035۔

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1474، اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 4040۔

سے پوری طرح بچے۔ اسی طرح حج کا مقصد ریا، شہرت اور فخر و مبارکات بھی نہ ہو، کیوں کہ یہ سب بدترین مقاصد ہیں، جو اعمال کی بربادی اور عدم قبولیت کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرَزِّيَّتَهَا نُوقِّفُ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۚ ۱۵ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحِيطَنَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ ۱۶﴾

"جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفہت ہوا چاہتا ہو، ہم ایسے لوگوں کو ان کے اعمال (کا بدلہ) یہی بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

ہاں! یہی وہ لوگ ہیں، جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا، وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے، سب برباد ہونے والے ہیں۔" [سورہ ہود: 15، 16]

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَذْحُورًا ۚ ۱۸ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ

وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٩﴾

"جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو، اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سر دست دیتے ہیں، بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں، جہاں وہ بربے حالوں دھنکارا ہو ادا خل ہو گا۔

اور جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لیے جیسی کوشش کرنی چاہیے، کرے اور وہ مومن بھی ہو، تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں قدر کی جائے گی۔" [سورہ اسراء: 18-19]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی ایک صحیح حدیث میں ہے: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أَغْنَى النَّشْرَكَاءِ عَنِ الشَّرِكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ مَعِي فِيهِ غَيْرِي تَرْكُتُهُ وَبَشَرَكُهُ». "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمام شرکا کی بہ نسبت شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ کوئی شخص جب کوئی عمل کرتا ہے اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرتا ہے، تو میں اسے اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔"

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2985۔

حاجی کو چاہیے کہ سفر میں تقوی شعار، دین دار اور اہل علم کے ساتھ نکلے۔  
 کم عقل اور اہل فتن و فجور کے ساتھ نکلنے سے بچے۔

اسی طرح حاجی کو چاہیے کہ حج و عمرہ کے احکام سیکھے اور سمجھ لے اور مشکل مسائل دریافت کر لے، تاکہ اسے پوری بصیرت حاصل ہو جائے۔ جب وہ اپنی سواری موڑ یا ہوائی جہاز یا کسی اور سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ کہے اور اللہ کی حمد و شناکرے اور تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھے:

﴿...سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۚ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِّبُونَ﴾

"پاک ذات ہے اس کی جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا، حالانکہ ہمارے پاس اسے قابو کرنے کی طاقت نہیں تھی۔

اور باقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔" [سورہ زخرف: 13-14]

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هَذَا الِّبَرَّ وَالْقَوْمَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ هَوْنُ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطُو عَنَّا بَعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ

السَّفَرِ، وَكَآبَةُ الْمَنْظَرِ، وَسُوءُ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ»؛ «اَللّٰهُمَّ مَنْ مِنْ  
اس سفر میں تیکی اور تقوی کا سوال کرتا ہوں اور اس عمل کا جس سے تواریخی ہو۔  
اے اللہ! ہم پر ہمارے اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری کو ہمارے  
لیے لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو سفر میں ساتھی ہے اور اہل و عیال میں جانشین  
ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں اور برے منظر اور اہل و عیال اور مال کو بری  
حالت میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں۔<sup>11</sup>

کیوں کہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے، جسے مسلم نے عبد  
اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

سفر کے دوران اذکار، استغفار، دعا، اللہ کے سامنے گریہ و زاری، تلاوت  
قرآن اور اس کے معانی پر غور و فکر کا اہتمام کثرت سے کرتے رہے۔ پابندی  
سے باجماعت نماز ادا کرے۔ اس کے ساتھ ہی بہت زیادہ گفتگو، غیر ضروری  
باتوں اور بہت زیادہ ہنسی مذاق کرنے سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔ نیز جھوٹ،  
غیبیت، چغل خوری اور اپنے دوستوں اور مسلمانوں کی ہنسی اڑانے سے اپنی زبان  
کو محفوظ رکھے۔

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1342۔

اس کے بد لے میں اسے چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان کی مصیبتوں دور کرے، انہیں جتنا ہو سکے حکمت و موعوظت کے ساتھ بھلانی کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔

## فصل

### میقات پہنچ کر حاجی کے کرنے کے کچھ کام

حاجی جب میقات پر پہنچ جائے تو اس کو چاہیے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کے وقت سلے ہوئے کپڑے اتار دیے تھے اور غسل فرمایا تھا۔ نیز صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ وہ کہتی ہیں: «كُنْثُ أُطَيْبُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحَلْلِهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالبَيْتِ»، "میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل اور حلال ہو جانے کے بعد کعبہ کے طواف سے پہلے ہی خوشبو لگایا کرتی تھی۔"<sup>1</sup> عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کے لیے احرام باندھ رکھا تھا، لیکن جب وہ حاضر ہو گئیں، تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1539 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1189۔

غسل کر لیں اور حج کے لیے احرام باندھ لیں۔ اسی طرح اسہابت عمیں کو جب ذوالحیفہ میں بچہ پیدا ہوا، تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ غسل کر لیں اور کپڑے کا لگوٹ باندھ لیں، پھر احرام باندھ لیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حاضرہ یا نفاس والی عورت جب میقات پر پہنچے، تو غسل کر کے لوگوں کے ساتھ احرام باندھ لے اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی حج کے تمام کام ویسے ہی کرے، جیسے دوسرے حاجی کرتے ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ اور اسہابت عمیں رضی اللہ عنہما کو اس کا حکم دیا تھا۔<sup>1</sup>

احرام باندھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اپنی موچھ، ناخن اور زیر ناف و بغل کے بال پر دھیان دے اور ان کی حسب ضرورت کانٹ چھانٹ کریا تراش کر اصلاح کر لے، تاکہ احرام باندھنے کے بعد حالت احرام میں اس کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ اس لیے بھی مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں کا خیال رکھنے کا حکم دوسرے اوقات کے لیے بھی فرمایا ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «الْفِطْرَةُ حَمْسٌ: الْخَتَانُ، وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَقَلْمَ

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1218۔

الأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ». "پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں: ختنہ کرنا، موچھے چھوٹی کرنا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھاڑنا" <sup>1</sup>

اور صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ وہ کہتے ہیں: «وَقَتَ لَنَا فِي قَصِ الشَّارِبِ، وَقَلْمَ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، وَرَحْلَقِ الْعَائِةِ: أَنْ لَا تَرْكَ ذَلِكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً». "ہمارے لیے موچھے تراشنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے اور موچھے زیرناف مونڈنے کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے کہ ہم انہیں چالیس دنوں سے زیادہ نہ چھوڑیں" <sup>2</sup>

امام نسائی نے اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: «وَقَتَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، "رَسُولُ اللَّهِ مُصْلِحُ الْمُؤْمِنِ" نے ہمارے لیے وقت مقرر کیا ہے" <sup>3</sup> اسے احمد، ابو داود اور ترمذی نے نسائی کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ البتہ احرام کے وقت سر کے بالوں کا کچھ بھی حصہ کاٹنا نہ عورت کے لیے مشروع ہے، نہ مرد

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5891 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 257۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 258۔

<sup>3</sup> سنن نسائی، حدیث نمبر: 14۔

کے لیے۔

دائرہ مونڈنیا کا کائنات کا تمام اوقات میں حرام ہے۔ دائیرہ کو چھوڑ دینا اور اس کو بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفُرُوا اللَّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ». "مشرکین کی مخالفت کرو، دائیرہ کو بڑھاؤ اور موچھیں چھوٹی کرو"۔ اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «جُرُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللَّحَى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ»۔ "موچھوں کو کاٹو اور دائیرہ کو چھوڑ دا اور مجوس کی مخالفت کرو"۔<sup>2</sup>

افسوس کہ اس زمانے میں یہ وبا عام ہو گئی ہے اور کثرت سے لوگ دائیرہ کی اس سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور کفار اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ خاص طور پر علم اور تعلیم سے جڑے ہوئے لوگ۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سنت کی موافقت اور سختی سے اس پر عمل

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2892 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 259۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 260۔

کرنے اور ہدایت کی راہ پر چلنے اور اکثر لوگوں کے اعراض کے باوجود انہیں اس کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَسَبَّابُ اللَّهِ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ، وَلَا حُولُ وَلَا قُوَّةُ إِلَّا  
بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

اس کے بعد حاجی ایک تہبند اور ایک چادر پہن لے۔ بہتر ہے کہ دونوں سفید اور صاف ہوں۔ مستحب یہ ہے کہ جوتے پہن کر احرام باندھے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: **وَلَيُحِرِّمَ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ وَنَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبِسْ خُفَّيْنِ وَلَيُقْطِعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْقَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ** "ہر شخص کو ایک ازار اور ایک چادر اور دو جوتوں میں احرام باندھنا چاہیے۔ اگر جوتے نہ پائے، تو چڑے کے موزے پہن لے اور ان کو کاٹ کر ٹھنڈوں سے نیچے کر لے۔" اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

البته عورت کے لیے جائز ہے کہ کالا یا سبز یا کسی بھی رنگ کا کپڑا احرام میں استعمال کرے۔ صرف اس کا لاحاظہ رکھے کہ اس کا لباس مردوں کے مشابہ نہ ہو۔ احرام کی حالت میں اس کے لیے نقاب اور دستانے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ البته نقاب اور دستانے کے علاوہ کسی اور چیز سے وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1177۔

ڈھک لے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے محرم عورت کو نقاب اور دستانے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ جو لوگ عورت کے احرام کے لیے سبز یا کالے رنگ کو خاص کرتے ہیں، ان کا یہ عمل بے بنیاد ہے۔

غسل، صفائی اور احرام کے کپڑے پہننے کے بعد حج یا عمرہ، جس کا ارادہ رکھتا ہو، دل کے اندر اس میں داخل ہونے کی نیت کرے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا تَوَيَّ». "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور آدمی جو نیت کرتا ہے، وہی پاتا ہے" ۔<sup>1</sup>

حج و عمرہ کی نیت کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا مشرود ہے۔ اگر عمرہ کی نیت کرے تو کہے: "عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔" یا "اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔" اگر حج کی نیت کرے تو کہے: "میں حج کے لیے حاضر ہوں۔" یا "اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔" اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت ایک ساتھ کرنی ہو، تو کہے: "اے اللہ! میں عمرہ اور حج دونوں کے لیے حاضر ہوں۔" افضل یہ ہے کہ نیت کے لیے الفاظ سواری یا جانور یا موڑ وغیرہ پر سوار ہونے کے بعد ادا کیے جائیں، کیوں کہ رسول

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1907۔

اللَّهُ أَعْلَمْ نے اس وقت لبیک پکارا تھا، جب آپ ﷺ سواری پر بیٹھ گئے تھے اور سواری میقات سے چلنے کے لیے حرکت میں آچکی تھی۔ اہل علم کا سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔

نیت کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا حرام کے ساتھ خاص ہے، کیوں کہ ایسا کرنار رسول اللَّه ﷺ سے ثابت ہے۔

لیکن نماز اور طواف وغیرہ کی نیت کو لفظوں سے نہیں ادا کرنا چاہیے۔ مثلاً یوں نہیں کہنا چاہیے کہ میں نے اس نماز کی نیت کی، یا میں طواف کی نیت کرتا ہوں۔ اس طرح لفظوں میں نیت کرنا بدعت ہے اور بلند آواز سے کہنا اور بھی زیادہ فتنج اور گناہ کا کام ہے۔ اگر نیت کو لفظوں سے ادا کرنا مشروع ہوتا تو رسول اللَّه ﷺ اسے ضرور بیان کرتے، یا اپنے فعل یا قول سے امت کے لیے اس کی وضاحت فرمادیتے اور سلف صالحین بھی اس پر ہم سے پہلے عمل کیے ہوتے۔

لہذا جب یہ نہ تو نبی ﷺ سے منقول ہے، نہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، تو معلوم ہوا کہ یہ بدعت ہے اور رسول اللَّه ﷺ کا ارشاد ہے: «وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَانِهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ» سب سے بدتر کام وہ

ہے جو (دین کے نام پر) نیا ایجاد کیا گیا ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔<sup>1</sup> (صحیح مسلم) اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا، جو اس کا حصہ نہیں ہے، تو وہ کام مردود اور ناقابل قبول ہے۔<sup>2</sup> اس کے صحیح ہونے پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔ جب کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے: «مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» جس نے کوئی ایسا کام کیا، جس کا ہم نے حکم نہیں دیا، تو وہ کام مردود اور ناقابل قبول ہے۔<sup>3</sup>

## فصل

### مکانی میقات اور اس کی تحدید

مکانی میقات پانچ ہیں:

1- ذواللیفہ، جو مدینہ والوں کا میقات ہے اور جسے اب لوگ ابیار علی کہتے

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 867

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2697 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1718۔

<sup>3</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2550 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1718۔

ہیں۔

2- جحفہ، جواہل شام کا میقات ہے۔ یہ راغع کے قریب ایک ویران بستی ہے، لیکن لوگ اب راغع ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ جو لوگ راغع سے احرام باندھتے ہیں ان کا احرام میقات ہی سے شمار ہوتا ہے، کیوں کہ راغع جحفہ سے تھوڑا پہلے ہی واقع ہے۔

3- قرن منازل، جواہل نجد کا میقات ہے اور جس کو آج کل "سیل" کہا جاتا ہے۔

4- یململ، جواہل یمن کا میقات ہے۔

5- ذات عرق، جواہل عراق کا میقات ہے۔

ان میقاتوں کو نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا مقامات والوں کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ یہ ان سب لوگوں کے لیے بھی میقات ہیں، جو حج یا عمرہ کی نیت سے ان سے گزریں۔

ان میقاتوں سے گزرنے والوں پر یہاں سے احرام باندھنا واجب ہے۔ جو شخص مکہ جانے کے لیے حج یا عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گزرے، اس کے

لئے بغیر احرام باندھے یہاں سے آگے بڑھنا حرام ہے۔ خواہ اس کا گزر خشکی کے راستے سے ہو یا فضائی راستے سے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میقاتوں کو مقرر کرتے وقت یہ عام حکم فرمایا تھا: «هُنَّ لَهُنَّ، وَلَمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ، مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ»۔ یہ میقاتیں ان کے اہالیان کے لیے ہیں اور ان کے علاوہ ان دیگر لوگوں کے لیے بھی جو حج اور عمرہ کی نیت سے یہاں گزریں۔<sup>1</sup>

جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے ہوائی جہاز سے مکہ کی طرف جا رہا ہو، اس کو چاہیے کہ جہاز میں بیٹھنے سے پہلے غسل وغیرہ کر لے۔ جب جہاز میقات کے قریب پہنچ تو تہبند اور چادر پہن کر، اگر وقت میں گنجائش ہو، تو عمرہ کے لیے لبیک پکارے اور اگر وقت تنگ ہو تو صرف حج کے لیے لبیک پکارے۔ اگر سوار ہونے سے پہلے ہی یا میقات کے قریب ہونے سے قبل کوئی شخص احرام کی چادریں اوڑھ لے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جب تک میقات کے قریب یا بالمقابل نہ آجائے اس وقت تک لبیک نہ پکارے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے میقات ہی سے احرام باندھا ہے اور امت کا فرض ہے کہ تمام دینی کاموں کی

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1524 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1181۔

طرح اس میں بھی نبی ﷺ کی پیروی کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ...﴾

"یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے..." [سورہ احزاب: 21]۔ اور نبی ﷺ نے جھٹے الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: «خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ»۔ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔<sup>1</sup>

لیکن جو شخص حج اور عمرہ کی نیت نہیں رکھتا، مثلاً تاجر، بڑھتی، ڈاکیہ وغیرہ، ایسا شخص مکہ جائے تو اس کے لیے احرام ضروری نہیں ہے، وہ خود چاہے تو اور بات ہے، کیوں کہ رسول ﷺ نے سابقہ حدیث میں مواقیت کے بیان میں یہ فرمایا ہے: «هُنَّ لَهُنَّ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ عَيْرِ أَهْلِهِنَّ، مَمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ»، یہ میقاتیں ان کے اہالیان کے لیے ہیں اور ان کے علاوہ ان دیگر لوگوں کے لیے بھی، جو حج اور عمرہ کی نیت سے یہاں گزریں۔<sup>2</sup> اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان میقاتوں سے گزرے، لیکن اس کا رادہ حج و عمرہ کا نہ ہو، تو اس کے لیے احرام ضروری نہیں ہے۔

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1297۔

<sup>2</sup> اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

یہ دراصل بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور سہولت ہے۔ فله الحمد والشکر۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے تو احرام کی حالت میں نہیں تھے، بلکہ آپ سر پر آہنی ٹوپی پہنے ہوئے تھے، کیوں کہ اس وقت حج اور عمرہ کی نیت نہیں تھی، بلکہ مکہ فتح کرنے اور اس میں موجود شرکیات کو ختم کرنے کی نیت سے آئے تھے۔

جن لوگوں کی رہائش گاہ میقات کے اندر ہو، جیسے جدہ، ام سلم، بحرہ، شرائع، بدر اور مستورہ وغیرہ کے باشندے تو ان پر ان مذکورہ بالا پانچوں میقاتوں میں سے کسی پر جا کر احرام باندھنا واجب نہیں ہے، بلکہ ان کا یہ مسکن ہی ان کا میقات ہے۔ وہ حج یا عمرہ جس کی بھی نیت رکھتے ہوں، یہیں سے اس کا احرام باندھیں۔ اگر کسی کا کوئی اور مسکن و رہائش گاہ ہو، جو میقات سے باہر ہو، تو اس کو اختیار ہے، اگرچا ہے تو میقات سے احرام باندھے، ورنہ اپنے اس دوسرے گھر ہی سے احرام باندھ لے، جو میقات کی بہ نسبت مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ کیوں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میقات کا ذکر کرتے ہوئے یہ عام بات فرمائی تھی: **«فَمَنْ گَانَ دُونَهُنَّ،**

فَمُهْلِهُ مِنْ أَهْلِهِ، وَكَذِلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهْلُوْنَ مِنْ مَكَّةَ» "جو لوگ میقات کے اندر ہوں، ان کے احرام کی جگہ<sup>1</sup> ان کا گھر ہے۔ یہاں تک کہ اہل مکہ بھی مکہ ہی سے احرام باندھیں گے"۔<sup>2</sup> (بخاری و مسلم)۔

لیکن جو لوگ حرم میں ہوں اور عمرہ کرنا چاہتے ہوں، ان پر واجب ہے کہ حل (حدود حرم کے باہر) جائیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں، اس لیے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کرنے کی خواہش ظاہر کی، تو آپ ﷺ نے ان کے بھائی عبد الرحمن کو حکم فرمایا کہ وہ انھیں لے کر حل کی طرف جائیں اور وہاں سے احرام بند ہوا کر لائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا اپنا احرام حرم سے نہیں باندھ سکتا، بلکہ اس کو حل میں جانا ہو گا۔

یہ حدیث عبد اللہ بن عباس کی چچھی حدیث کو خاص اور اس کی وضاحت کر دیتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث: «حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهْلُوْنَ مِنْ مَكَّةَ»، "مکہ والے مکہ سے ہی تلبیہ پکاریں گے"۔<sup>3</sup> عمرہ کے لیے نہیں، بلکہ حج کے لیے

<sup>1</sup> فُحْلَه: یعنی: ان کے تلبیہ پکارنے کی جگہ وہی ہے جہاں سے انھوں نے احرام باندھا ہے۔

<sup>2</sup> سابقہ حدیث کا ایک حصہ۔

<sup>3</sup> اس حدیث کی پیچھے تخریج گزرنچی ہے۔

مخصوص تھا، کیوں کہ اگر عمرہ کا احرام حرم سے باندھنا جائز ہوتا، تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اجازت دے دی ہوتی اور انہیں حل کی طرف جانے کا حکم نہ فرماتے۔ یہ دراصل ایک کھلا ثبوت ہے، یہی جمہور علماء کا قول بھی ہے اور مومن کے لیے سب سے زیادہ احتیاط کی بات بھی یہی ہے۔ کیوں کہ اس میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ و باللہ التوفیق۔

جو لوگ حج کے بعد تسعیم یا جمرانہ وغیرہ سے بکثرت عمرہ کرتے ہیں، جب کہ حج سے پہلے عمرہ کر چکے ہوتے ہیں، تو اس کی مشرو عیت کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسا عمرہ نہ کرنا ہی افضل ہے، کیوں کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ نہیں کیا تھا۔ رہا تسعیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ کرنا، تو وہ محض اس سب سے تھا کہ جب وہ مکہ تشریف لائیں، تو اپنے ایام ماہواری کی بنا پر عمرہ نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ انہیں اپنے اس عمرہ کے عوض، جس کے لیے میقات سے وہ احرام باندھ کر آئی تھیں، اب دوبارہ عمرہ کرنے کی اجازت دے دیں، تو نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ اس طرح ان کے دو عمرے ہو گئے۔ پہلا عمرہ تو ان کے حج کے ساتھ اور یہ

ایک الگ عمرہ۔ لہذا جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسا عذر در پیش ہو، اس کے لیے اجازت ہے کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کرے۔ اس طرح تمام دلائل پر عمل بھی ہو جائے گا اور مسلمانوں کے لیے وسعت اور آسانی بھی ہو گی۔

بلاشبہ حج سے فارغ ہونے کے بعد حجاج کا اس نئے عمرے میں مشغول ہونا سب کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ اس سے بھیڑ میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور حادثات بھی ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔ و باللہ التوفیق۔

## فصل

### موسم حج کے علاوہ دوسرے دنوں میں میقات پہنچنے

### والے کا حکم

معلوم ہونا چاہیے کہ میقات تک پہنچنے والوں کی دو حالت ہوتی ہے:

1- اگر حج کے مہینوں کے علاوہ مثلاً رمضان یا شعبان میں پہنچنے تو اسے چاہیے

کہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور زبان سے اس طرح لبیک پکارے: "میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔" یا "اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔" اس کے بعد نبی ﷺ کی طرح ان لفظوں لبیک میں پکارے: «لَبَيْكَ اللَّهُمَّ لَبَيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ». میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک و سا جھی نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں، سمجھیں اور تمام بادشاہت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک و سا جھی نہیں۔<sup>1</sup> یہ تلبیہ اور ذکر الہی کثرت سے کرتے ہوئے بیت اللہ تک پہنچے، پھر بیت اللہ پہنچ کر تلبیہ بند کر دے اور بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کرے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دور کعت نماز پڑھے، پھر صفا کی طرف جائے اور صفا و مردہ کے درمیان سات چکر لگائے، اس کے بعد اپنے سر کے بال منڈوائے یا چھوٹے کرائے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا عمرہ پورا ہو گیا اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں، حلال ہو گئیں۔

2- دوسری حالت یہ ہے کہ حاجی میقات پر حج کے مہینوں یعنی شوال، ذی

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1549 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1184۔

قعدہ اور ذی الحجه کے پہلے عشرہ میں پہنچے۔

ایسے شخص کو تین باتوں کا اختیار ہے: صرف حج، صرف عمرہ یا ایک ساتھ دو نوں کی نیت کرے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ جیسے الوداع کے موقع پر جب ذی قعدہ میں میقات پر پہنچے، تو اپنے اصحاب کو ان تینوں ہی طریقہ ہائے حج کا اختیار دیا تھا۔ لیکن جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو، اس کے لیے سنت یہ ہے کہ صرف عمرہ کا احرام باندھے اور سب ارکان ویسے ہی ادا کرے، جیسے غیر موسم حج میں عمرہ کرنے والا ادا کرتا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو، جب وہ مکہ کے قریب پہنچتے تھے، یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنا احرام عمرہ کے لیے خاص کر لیں اور مکہ پہنچ کر انہیں مزید تکید بھی فرمائی تھی۔ لہذا صحابہ کرام نے طواف و سعی کی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع میں بال منڈوا کر حلال ہو گئے۔ رہے وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے، تو آپ نے ان کو حکم فرمایا تھا کہ یوم النحر تک اپنے احرام میں باقی رہیں۔ قربانی کا جانور ساتھ لانے والے کے لیے مسنون یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے، اس لیے کہ نبی ﷺ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے، تو آپ نے ایسا ہی کیا تھا اور آپ کے اصحاب میں سے جو لوگ قربانی کا جانور لے آئے تھے

اور عمرہ کا احرام باندھا تھا، ان کو حکم دیا تھا کہ عمرہ کے ساتھ حج کا تلبیہ بھی شامل کر لیں اور دونوں سے قربانی کے دن، ہی حلال ہوں۔ جو شخص قربانی کا جانور لایا ہو اور صرف حج کا احرام باندھا ہو، وہ بھی اپنے احرام میں باقی رہے اور قارن حاجی کی طرح وہ بھی یوم النحر ہی کو حلال ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے صرف حج کا یا حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہوا اور اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو، تو اس کے لیے اپنے احرام میں باقی رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس کے حق میں سنت یہ ہے کہ اپنا احرام عمرہ کے لیے کر لے اور طواف و سعی اور بال کتزو اکر حلال ہو جائے، جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو، جن کے پاس جانور نہیں تھے، ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تھا۔ البتہ جو شخص بالکل آخر میں آیا ہو اور حج چھوٹ جانے کا خطرہ ہو، تو اس کے لیے اپنے سابقہ احرام میں باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اگر محرم کو اپنی بیاری یا دشمن کے خوف کی وجہ سے حج ادا نہ کر پانے کا خوف ہو، تو اس کے لیے احرام باندھتے وقت ان الفاظ کو کہہ لینا مستحب ہے: "اگر کوئی روکنے والا مجھے روک دے، تو میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے، جہاں مجھے روک دیا جائے"۔ کیوں کہ ضباء بنت زبیر رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ

انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حج تو کرنا چاہتی ہوں، لیکن میں بیمار ہوں۔ لہذا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «**حُجَّيٌ وَأَشْرَطْتِي أَنَّ مَحَى حَيْثُ حَبَسْتَنِي**» "حج کرو اور یہ شرط لگادو کہ میں وہیں حلال ہو جاؤں گی، جہاں کوئی روکنے والا مجھے روک دے گا"۔<sup>1</sup> متفق علیہ۔

اس شرط کا فائدہ یہ ہو گا کہ اگر محرم کو کسی بیماری یا دشمن کی رکاوٹ جیسا کوئی عارضہ پیش آجائے، جو اس کے لیے حج کی تکمیل سے مانع ہو، تو اس کے لیے حلال ہو جانا جائز ہے اور اس پر کوئی فدیہ نہیں ہو گا۔

## فصل

### کیا بچے کا حج اس کے واسطے فرض حج کی جگہ پر کافی ہو گا؟

چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کا حج صحیح ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی طرف ایک بچے کو پیش کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کا

---

<sup>1</sup> اس حدیث کی تخریج پیچے گزر چکی ہے۔

بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: «عَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ». "ہاں! اور اجر تمہارے لیے ہے" ۔<sup>1</sup>

جب کہ صحیح بخاری میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مردی ایک حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا: "مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات برس کی عمر میں حج کرایا گیا"۔<sup>2</sup> لیکن یہ حج نفلی ہو گا اور فرض حج کے لیے کافی نہ ہو گا۔

یہی حال غلام اور لوڈی کا بھی ہے کہ ان کا حج تو صحیح ہو گا، لیکن فرض حج کے لیے کافی نہیں ہو گا، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: «أَيُّمَا صَبَّيٌ حَجَّ، ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَحْجُّ حَجَّةً أُخْرَى، وَأَيُّمَا عَبَدَ حَجَّ، ثُمَّ أَعْتَقَ، فَعَلَيْهِ حَجَّةً أُخْرَى» "جبچہ حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر واجب ہے کہ دوسرا حج کرے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد کر دیا جائے تو اس پر واجب ہے کہ دوسرا حج کرے"۔<sup>3</sup> اسے

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1336۔

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1858۔

<sup>3</sup> ابن ابی شیبہ، جلد نمبر: 4، حدیث نمبر: 444۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اگر بچہ عقل و شعور نہیں رکھتا ہو، تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا اور اس کو احرام پہننا کہ اس کی طرف سے لبیک کہے گا اور بچہ اس وقت محرم سمجھا جائے گا۔ جو چیزیں بڑے محرم کے لیے حرام ہیں، وہی اس کے لیے بھی حرام ہوں گی۔ اسی طرح وہ بچی جو عقل و شعور نہیں رکھتی، اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا، اس کی طرف سے لبیک پکارے گا اور وہ بچی محرم ہو جائے گی اور اس پر بھی وہ سب چیزیں حرام ہوں گی جو بڑی عورت پر حرام ہوتی ہیں۔ حالت طواف میں بدن اور کپڑے پاک و صاف ہونے چاہئیں، کیوں کہ طواف نماز ہی کی طرح ہے اور اس کی صحت کے لیے طہارت شرط ہے۔

اگر بچہ و بچی عقل و شعور والے ہوں تو اپنے ولی کی اجازت سے احرام باندھیں گے اور احرام کے وقت غسل و خوشبو وغیرہ سب کام ویسے ہی کریں گے جیسا بڑا محرم کرتا ہے۔ ان کا ولی ان کے کاموں کا نگرال اور ان کے مصالح کو پورا کرنے والا ہو گا۔ خواہ وہ ان کا باپ ہو یا مالیا یا کوئی اور۔ جو کام کرنے سے یہ بچے عاجز رہیں، ان کو ان کا ولی کرے گا۔ مثلاً کنکری مارنا وغیرہ۔ البتہ اس کے

سو اس ب کام ان کو خود کرنا ہو گا۔ جیسے عرفات کا وقوف، منی و مزدلفہ میں رات گزارنا اور طواف و سعی کرنا۔ لیکن اگر وہ طواف و سعی نہ کر سکتے ہوں تو انہیں اٹھا کر طواف و سعی کرایا جائے گا۔ اس صورت میں اٹھانے والے شخص کے لیے افضل یہ ہے کہ اپنا طواف و سعی اس کے ساتھ مل کر نہ کرے، بلکہ ان بچوں ہی کے لیے طواف و سعی کی نیت کرے اور اپنے لیے الگ دوبارہ طواف و سعی کرے۔ یہ محسن اللہ کی عبادت و بندگی میں احتیاط اور رسول ﷺ کی اس حدیث پر عمل کی خاطر ہے: «دَعْ مَا يَرِبِّيْكَ إِلَى مَا لَا يَرِبِّيْكَ»۔ جس چیز میں تمہیں شک ہو، اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو، جس میں تمہیں کوئی شک نہ ہو۔<sup>11</sup> لیکن اگر اٹھانے والا اپنے اور اٹھائے ہوئے بچے کے طواف و سعی کی بھی نیت کرے، تو بھی اصح قول کے مطابق کافی ہو گا۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو الگ سے طواف کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، جس نے اپنے بچے کے حج سے متعلق آپ سے پوچھا تھا۔ اگر یہ واجب ہوتا، تو نبی ﷺ ضرور بیان کر دیتے۔ وباللہ التوفیق۔

با شعور بچے اور بچی کو طواف شروع کرنے سے پہلے حدث و نجاست سے

---

<sup>1</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 2518۔

طہارت کی تاکید کی جائے گی، جیسا کہ بڑے محرم کے لیے ضروری ہے۔  
چھوٹے بچے اور بچی کی طرف سے ان کے ولی پر احرام باندھنا ضروری نہیں، بلکہ  
صرف نفل ہے۔ اگر کرے تو باعث اجر و ثواب ہے، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ واللہ  
اعلم۔

## فصل

### احرام کی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان

احرام کی نیت کے بعد محرم خواہ مرد ہو یا عورت، اس کے لیے جائز نہیں ہے  
کہ اپنے بال یا ناخن کا ٹیکا خوشبو استعمال کرے۔

خاص طور پر مرد کے لیے ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے، جو اس کی پوری  
جسمانی ہیئت کے مطابق سلا گیا ہو جیسے قمیص، یا جو اس کے جسم کے بعض  
 حصوں کے مطابق سلا گیا ہو جیسے بنیاں، پاجامہ، موزے اور جراب وغیرہ۔  
ہاں! اگر تہینہ نہ پائے تو پاچجامہ پہن سکتا ہے۔ اسی طرح جس کو جوتے میسر نہ  
 ہوں وہ چڑی کے موزے پہن سکتا ہے اور انھیں کاشنے کی ضرورت نہیں  
 ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ نبی

صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: «مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبِسْ حُفَّيْنِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا، فَلْيَلْبِسْ سَرَّاً وَيْلًا». جو شخص جوتے نہ پائے وہ چڑے کے موزے پہن لے اور جو تہبند نہ پائے وہ پائچا مامہ پہن لے۔<sup>1</sup>

رہی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث، جس میں بوقت حاجت چڑے کے موزوں کو کاٹ کر پہننے کا حکم دیا گیا ہے، تو وہ منسوخ ہے۔ کیوں کہ نبی صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے جب مدینہ طیبہ میں پوچھا گیا کہ محرم کون سا کپڑا پہنے، تو اس وقت آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایسا فرمایا تھا، لیکن جب عرفات میں آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خطبہ دیا تو جوتانہ ہونے کے وقت چڑے کے موزوں کو پہننے کی اجازت دی اور ان کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔ اس خطبہ میں ایسے لوگ بھی موجود تھے، جنہوں نے آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا مدینہ والا جواب نہیں سنایا اور بیان کو ضرورت کے وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ علم اصول حدیث اور اصول فقہ سے ثابت ہے۔ لہذا موزوں کے کاٹنے کا حکم منسوخ ہونا ثابت ہوا۔ اگر کاشنا ضروری ہوتا تو رسول اللہ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضرور بیان فرمادیتے۔ واللہ اعلم۔

محرم کے لیے ایسے موزوں کا پہننا جائز ہے، جو ٹھنڈوں کے نیچے ہوں۔ اس

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1841 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1179۔

لیے کہ وہ بھی جوتے ہی کی جس سے ہیں۔

نیز محرم کے لیے ازار میں گرد و دینا اور اس کو دھاگے وغیرہ سے باندھنا بھی جائز ہے۔ کیوں کہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اسی طرح محرم غسل کر سکتا ہے، اپنا سرد ہو سکتا ہے اور آہستہ و نرمی سے سر بھی کھجلا سکتا ہے، اگر کھجلانے سے ایک آدھ بال گر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

محرم عورت کے لیے چہرہ پر سلا ہوا کپڑا پہننا جیسے بر قع و نقاب اور ہاتھوں پر دستانے وغیرہ کا استعمال حرام ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، وَلَا تَلْبِسِ الْقُفَّارَيْنِ» "عورت نہ نقاب لگائے، نہ دستانے پہنے" <sup>1</sup> (صحیح بخاری)۔ دستانہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو اون یا سوت وغیرہ سے ہاتھ کے برابر بن کر یا سل کر بنایا جاتا ہے۔

البته عورت کے لیے اس کے علاوہ دوسرے سلے ہوئے کپڑے جیسے قمیص، پائچامہ، موزہ اور جراب وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1838۔

اسی طرح عورت کے لیے بوقت ضرورت چہرے پر بغیر پٹی کی اوڑھنی کا لٹکانا بھی جائز ہے۔ اگر اوڑھنی اس کے چہرے پر لگتی رہے، تو کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: "قالَهُمْ هَمْ مَنْ مُكْرِهُونَ لِتَعْرِفَنَّ مِنْهُمْ مَنْ يَرْجُوا حِلَالَ حَرَمَ" گزرتے تھے اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہی رہتی تھیں۔ جب لوگ ہمارے سامنے آتے تو عورتیں اپنے چہروں پر اوڑھنیاں لٹکایتیں اور جب وہ چلے جاتے تو ہٹا دیتیں۔<sup>1</sup> اس حدیث کو ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسی جیسی حدیث دارقطنی نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح عورت کے لیے کپڑے وغیرہ سے اپنے ہاتھوں کو ڈھانکنا بھی جائز ہے۔ جب اجنبی مرد موجود ہوں تو چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانکنا واجب ہے، کیوں کہ اللہ کے اس ارشاد کے مطابق عورت کے پورے جسم کا پرده ضروری ہے:

﴿...وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِيُعْوَلَّتَهُنَّ...﴾

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 1833۔

"اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے۔" [سورہ نور: 31]۔ اور بلاشبہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں زینت کے عظیم مقامات میں سے ہیں۔

چہرے کو ہتھیلی سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...وَإِذَا سَأَلَتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقْلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ...﴾

"جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پر دے کے پیچھے سے طلب کرو۔ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔" [سورہ احزاب: 53]۔

اکثر عورتیں اوڑھنی کے نیچے جو پڑی لگاتی ہیں تاکہ اوڑھنی چہرے سے اٹھی رہے، تو ہمارے علم کی حد تک شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اگر یہ مشرع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو ضرور بتا دیتے اور آپ کے لیے اس کے تعلق سے خاموشی اختیار کرنا جائز نہیں ہوتا۔

محرم عورتوں اور مردوں کے لیے گندہ ہو جانے یا کسی اور وجہ سے احرام کے کپڑوں کو دھونا اور انھیں بدلنا بھی جائز ہے۔

محرم کے لیے کسی ایسے کپڑے کا پہننا جائز نہیں جس کو زعفران یا ورس (کمیلہ) لگا ہو، اس لیے کہ نبی ﷺ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس سے منع فرمایا ہے۔

محرم پر بیہودہ گوئی، فسق و بخور اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب واجب ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْحَجَّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقٌ وَلَا جِدَالٌ فِي الْحَجَّ...﴾

"حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کر لے، وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے..." [سورہ بقرہ: 197]۔

اور نبی ﷺ کی ایک صحیح حدیث میں ہے: «مَنْ حَجَّ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيْوِمْ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ». "جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی

وفسق نہ کرے، تو اس دن کی طرح (پاک و صاف) ہو کر لوٹے گا، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔<sup>1</sup> یہاں کتاب و سنت میں وارد عربی لفظ "رفث" کہتے ہیں: جماع اور بیہودہ بات اور کام کو۔ "فسق" عام گناہوں کو کہتے ہیں۔ "جدال" کا مطلب ہے: باطل یا بے فائدہ باتوں میں بحث و مباحثہ کرنا۔ لیکن وہ مباحثہ و نقاش جو حق کے اظہار اور باطل کے رد کے لیے اچھے طریقہ سے کیا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْخَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ  
بِالْأَيْتِي هِيَ أَحْسَنُ...﴾

"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلا یئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے۔" [سورہ نحل: 125]۔

محرم مرد کے لیے سر سے سٹی ہوئی کسی چیز سے سر کا ڈھانکنا حرام ہے، جیسے ٹوپی، غترہ، یا عمامہ وغیرہ، اسی طرح چہرہ ڈھانکنا بھی حرام ہے، کیوں کہ عرفہ

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1521، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی اور صحیح مسلم، حدیث نمبر:

کے دن جب ایک صحابی اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئے، تو ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «اَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسَدْرٍ، وَكَفُّوهُ فِي ثَوْبِهِ، وَلَا تُخْمِرُوا رَأْسَهُ، وَلَا وَجْهَهُ، فَإِنَّهُ يُبَعْثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًّا»<sup>1</sup> اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور احرام والے دونوں کپڑوں میں اس کو کفنا دو اور اس کا سر اور چہرہ نہ ڈھانکو، کیوں کہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔<sup>11</sup> متفق علیہ۔ الفاظ مسلم کے ہیں۔

خیمہ یاد رخت وغیرہ سے سایہ لینے کی طرح کار کی چھت یا چھتری وغیرہ سے سایہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جمۃ العقبہ کی رمی کرتے وقت نبی کریم ﷺ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا اور یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مقام نمرہ میں آپ کے لیے ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا، جس کے نیچے عرفہ کے دن آپ ﷺ آفتاب ڈھلنے تک قیام پذیر رہے۔

محرم مرد و عورت پر خشکی کے شکار کا شکار کرنا، اس میں مدد دینا، شکار کو اس کی جگہ سے بھگانا، نکاح کرنا، جماع کرنا، عورتوں کو شادی کا پیغام دینا اور شہوت

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1521 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1350۔

کے ساتھ ان سے مباشرت کرنا سب حرام ہے، جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: «لَا يُنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَنْخُطُبُ» "محرم نہ نکاح کرے، نہ نکاح کرائے اور نہ شادی کا پیغام دے۔" اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔<sup>1</sup> صحیح مسلم۔

اگر محرم غلطی یا جہالت سے سلے ہوئے کپڑے پہن لے یا سر ڈھانک لے، تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔ البتہ جیسے ہی یاد آجائے یا علم ہو جائے، تو اسے ہٹا دے۔ اسی طرح جو شخص بھول کر یا جہالت سے بال منڈوالے، اپنے بال چھوٹے کروالے یا اپنے ناخن کاٹ لے، تو صحیح قول کے مطابق اس پر بھی کچھ نہیں ہے۔

مسلمان خواہ محرم ہو یا غیر محرم، مرد ہو یا عورت، اس کو حرم میں شکار کرنا اور اس کے قتل پر آله یا اشارہ وغیرہ سے مدد پہنچانا حرام ہے۔

اسی طرح شکار کو اس کی جگہ سے بھڑکا بھگانا حرام ہے۔ حرم کے درخت اور اس کے سبزہ زاروں کو کاٹنا حرام ہے۔ نیز اس کی پڑی ہوئی چیزوں کو اٹھانا حرام

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1409۔

ہے۔ ہاں! اگر کوئی اس چیز کا اعلان کرنے کے لیے اٹھائے تو اجازت ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «فَإِنْ هَذَا الْبَلَدُ - يَعْنِي مَكَّةَ - حَرَامٌ بِحُرُمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا» یہ شہر یعنی مکہ اللہ کے حرام کرنے کی بنابر قیامت تک حرام ہے۔ نہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ اس کا شکار بھٹکایا جائے، نہ اس کی گری پڑی چیز کو اعلان کرنے کا ارادہ رکھنے والے کے علاوہ کوئی اور اٹھائے اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے۔<sup>1</sup> متفق علیہ۔

حدیث میں وارد عربی لفظ "منشد" کہتے ہیں گم شدہ چیز کے اعلان کرنے والے کو، جب کہ "خلا" کہتے ہیں تازہ گھاس کو۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ منی اور مزدلفہ حرم میں داخل ہیں اور عرفہ حل میں (حدود حرم سے باہر) واقع ہے۔

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1834 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1353۔

## فصل

مکہ میں آنے کے بعد حاجی کیا کرے اور مسجد حرام میں

### داخل ہونے کے بعد طواف کیسے کرے؟

حاجی جب مکہ پہنچ جائے، تو اس کے لیے مستحب ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کر لے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ جب مسجد حرام پہنچے، تو مسنون ہے کہ اپنا داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اور یہ دعا پڑھے: "اللہ کے نام سے مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ میں عظمت والے اللہ، اس کے کرم والے چہرے اور اس کی قدیم قوت و شوکت کے ذریعہ شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔" یہی دعا دیگر مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت بھی پڑھے۔ مسجد حرام میں داخلہ کے لیے جہاں تک میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے کوئی خاص دعا ثابت نہیں ہے۔

حاجی جب کعبہ کے پاس پہنچ، تو اگر تم تمعن یا عمرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو

طواف شروع کرنے سے پہلے لبیک کہنا بند کر دے۔ پہلے حجر اسود کے سامنے آئے، اس کو داہنے ہاتھ سے چھوئے اور اگر ممکن ہو تو بوسہ دے۔ لیکن کسی کو دھکا دے کر تکلیف نہ پہنچائے۔ چھوتے وقت "اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے" یا صرف "اللہ سب سے بڑا ہے" کہے۔ اگر بوسہ مشکل ہو تو ہاتھ یا چھڑی یا اسی طرح کی کسی اور چیز سے سے حجر اسود کو چھوئے، پھر جس سے چھووا ہے اسے بوسہ دے۔ اگر ایس کرنا بھی مشکل ہو، تو "اللہ سب سے بڑا ہے" کہہ کر حجر اسود کی طرف اشارہ ہی کر لے۔ لیکن جس چیز سے اشارہ کرے، اس کو بوسہ نہ دے۔ طواف صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ طواف کرنے والا چھوٹی ناپاکی اور بڑی ناپاکی سے پاک ہو، کیوں کہ طواف بھی نماز کی طرح ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ طواف میں بات کرنے کی اجازت ہے۔ طواف کی حالت میں بیت اللہ کو اپنی ہائیں جانب کرے۔ اگر طواف کے شروع میں یہ دعا پڑھ لے: "اے اللہ! تجھ پر ایمان لا کر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور تیرے عہد کی وفا کر کے اور تیرے نبی محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے (طواف کرتا ہوں)"، تو بہتر ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ طواف کے سات چکر لگائے۔ پہلے تین چکر میں رمل کرے۔ یہ اس طواف میں

کرے، جو مکہ آتے ہی سب سے پہلے کرتا ہے۔ خواہ یہ طواف عمرہ کا ہو۔ حج تمعن  
کا ہو، حج قرآن کا یا حج افراد کا۔ بقیہ چار چکروں میں معمول کی رفتار سے چلے۔ ہر  
چکر جھر اسود سے شروع کر کے اسی پر ختم کرے۔

"رمل" کہتے ہیں چھوٹے چھوٹے قدم کے ساتھ تیز چلنے کو۔ اس پورے  
طواف میں اضطباب کرنا مستحب ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے طواف میں  
نہیں۔ اضطباب یہ ہے کہ اپنی چادر کے درمیانی حصے کو دائیں کندھے کے نیچے  
سے گزارے اور دونوں کناروں کو دائیں کندھے پر ڈال دے۔

اگر طواف کے چکروں کی تعداد کے بارے میں شک ہو جائے، تو یقین پر  
یعنی کم تعداد پر بنیاد رکھے۔ یعنی اگر شک ہو جائے کہ تین چکر کیے ہیں یا چار، تو  
تین ہی سمجھے۔ اسی طرح سعی میں بھی کرے۔

جب طواف سے فارغ ہو جائے تو طواف کے بعد دور کعت نماز پڑھنے سے  
پہلے اپنی چادر اوڑھ لے۔ چادر کو اپنے دونوں کندھوں پر رکھ لے اور چادر کے  
کناروں کو سینے پر لٹکا لے۔

عورتوں کے لیے جس چیز سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا ضروری ہے وہ ہے

ان کا زینت اور مہکنے والی خوبیوں کو لگا کر بے پر دگی کے ساتھ طواف کرنا۔ ان پر طواف کی حالت میں اور دیگر تمام حالات میں، جہاں مرد و زن کا اختلاط ہو، پر دہ کرنا اور زینت سے پر ہیز کرنا ان پر واجب ہے۔ اس لیے کہ عورتیں مکمل پر دہ و فتنہ ہیں اور عورت کا چہرہ اس کی سب سے نمایاں زینت ہے۔ الحمد لله کا ارشاد ہے:

﴿...وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعْوَلَتِهِنَّ...﴾

"اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے"۔ [سورہ نور: 31]۔ الحمد لله جبراً سود کو بوسہ دیتے وقت اگر ان کو مرد دیکھ رہے ہوں، تو ان کا چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے۔ اگر جبراً سود کو چھوٹے اور بوسہ دینے کی گنجائش میسر نہ ہو، تو مردوں کے ساتھ مزاحمت و کشمکش کرنا بھی ان کے لیے جائز نہیں ہے۔ اس وقت ان کو چاہیے کہ مردوں کے پیچھے ہو کر طواف کریں۔ یہ ان کے لیے مردوں سے مزاحمت کی صورت میں بیت اللہ کے قریب طواف کرنے سے زیادہ بہتر اور زیادہ ثواب کا حامل کام ہے۔ طواف قدم کے سوا کسی اور طواف میں رمل اور اضطباب مشرع نہیں ہیں۔ سعی میں بھی مشرع نہیں ہیں۔ عورتوں کے حق میں بھی رمل اور اضطباب مشرع نہیں

ہیں۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے رمل و اضطیاع صرف اپنے اس پہلے طواف میں کیا تھا، جو کہ تشریف لانے کے بعد کیا تھا۔ محروم کو طواف کی حالت میں ہر طرح کی ناپاکیوں اور گندگیوں سے پاک رہنا چاہیے اور اپنے رب کے سامنے جھکا ہوا اور اس کے آگے متواضع رہنا چاہیے۔

اس دورانِ کثرت سے اللہ کا ذکر اور دعا کرتے رہنا چاہیے۔ اگر طواف میں کچھ قرآن بھی پڑھتا رہے تو اور بہتر ہے۔ اس طواف و سعی میں اور اس کے علاوہ کسی بھی طواف و سعی میں کسی مخصوص ذکر و دعا کا پڑھنا واجب نہیں۔

جن لوگوں نے طواف و سعی کے ہر چکر کے لیے ایک ایک مخصوص دعا ایجاد کر لی ہے، ان کے اس عمل کی کوئی اصل نہیں ہے۔ جو بھی ذکر و دعا میسر ہو اسے پڑھ لینا کافی ہے۔ جب رکن یمانی کے مقابل آئے، تو "اللہ" کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے" کہہ کر اپنے داہنے ہاتھ سے اس کو چھوٹے، لیکن اس کو بوسہ نہ دے۔ اگر رکن یمانی کا چھونا مشکل ہو، تو اس کو چھوڑ کر طواف کرتا رہے۔ رکن یمانی کی طرف نہ اشارہ کرے اور نہ اس کے سامنے آ کر تکبیر کہے۔ اس لیے کہ ہمارے علم کی حد تک یہ بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

﴿رَبَّنَا آتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ  
الثَّارِ﴾ (٦٦)

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرماؤ! ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔" [سورہ بقرہ: 201]- جب جب حجر اسود کے سامنے آئے، تو اس کو چھوئے، بوسہ دے اور اللہ اکبر کہے۔ اگر چھونا اور بوسہ دینا آسان نہ ہو، تو جب بھی سامنے آئے، اس کی طرف اشارہ کرے اور اللہ اکبر کہے۔

زمزم اور مقام ابراہیم کے پیچھے سے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بھیڑ کے وقت تو خاص طور پر پوری مسجد حرام طواف کی جگہ ہے۔ اگر مسجد کے صحنوں میں طواف کر لیا جائے تب بھی کافی ہے۔ لیکن کعبہ کے قریب طواف افضل ہے، بشرطے کہ آسان ہو۔

طواف سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے دور کعت نماز پڑھے۔ اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں پڑھ لے۔ ان دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (١)

”آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو!“ [سورہ کافرون: 1]۔ پہلی رکعت میں،

اور

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾

”آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔“ [سورہ اخلاص: 1]۔ دوسری رکعت میں پڑھے۔ افضل یہی ہے۔ لیکن اگر دوسری سورتیں پڑھ لے، تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ طواف کے بعد حجر اسود کا رخ کرے اور اگر ممکن ہو تو نبی کریم ﷺ کا اقتدا کرتے ہوئے اس کو داہنے ہاتھ سے چھوئے۔

پھر باب صفا سے نکل کر صفا پہاڑی کی طرف جائے اور اس پر چڑھ جائے یا اس کے پاس کھڑا ہو جائے۔ اگر میسر ہو تو صفا پر چڑھنا افضل ہے۔ پہلا چکر شروع کرتے وقت یہ آیت کریمہ پڑھے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ...﴾

”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں...“ [سورہ بقرہ: 158]۔

صفا پر قبلہ رو ہو کر اللہ کی حمد و شکر نا، بڑائی بیان کرنا اور یہ الفاظ کہنا مستحب ہے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے

سو اکوئی معبد بر حق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے سوا کوئی معبد بر حق نہیں ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام جماعتیں کو شکست دی۔ "اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر جس قدر بھی دعا کر سکتا ہو کرے۔ یہ ذکر اور دعائیں تین تین مرتبہ پڑھے۔ پھر اتر کر مردہ کی طرف چلے۔ جب پہلے سبز نشان پر پہنچے، تو مرد حضرات دوسرے نشان تک تیز تیز چلیں۔ لیکن عورت ان دونوں نشانوں کے درمیان تیز نہ چلے۔ کیوں کہ اسے پورے جسم کا پرداہ کرنا ہے۔ اس کے لیے پوری سعی میں صرف چنانا مشروع ہے۔ پھر چل کر مردہ پر چڑھے یا مردہ کے پاس کھڑا ہو جائے۔ اگر ممکن ہو تو چڑھنا افضل ہے۔ مردہ پر بھی وہی دعا کرے، جو صفائپر کی تھی۔ البتہ یہ آیت کریمہ نہ پڑھے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ...﴾

"صفا اور مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں..." [سورہ بقرہ: 158]۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے اقتداء میں اسے صرف پہلے چکر میں صفائپر چڑھتے وقت پڑھنا مشروع ہے۔ پھر اتر کر چلنے کی جگہ چلے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے،

یہاں تک کہ صفاتک پہنچ جائے۔ ایسا سات مرتبہ کرے۔ جانا ایک بار ہے اور لوٹانا ایک بار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكُهُمْ»۔ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔<sup>1</sup> سعی میں جہاں تک ممکن ہو ذکر و عاکشت سے کرنا چاہیے اور حدث ونجاست سے پاک رہنا چاہیے۔ لیکن اگر بغیر وضو کے سعی کر لے، تو کافی ہے۔ اسی طرح اگر طواف کے بعد عورت کو حیض یا نفاس آجائے اور وہ سعی کرے تو اس کی سعی ہو جائے گی۔ اس لیے کہ سعی میں طہارت شرط نہیں بلکہ مستحب ہے، جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا پکا ہے۔

جب سعی پوری کر لے، تو اپنے بال منڈوا لے یا چھوٹے کروالے۔ مرد کے لیے بال منڈوانا افضل ہے۔ لیکن اگر عمرہ میں قصر کر لے اور حلق حج کے لیے چھوڑ دے، تو بہتر ہے۔ اگر کسی کام کہ آنا حج کے وقت سے قریب ہو، تو اس کے حق میں بال چھوٹے کرانا افضل ہے، تاکہ حج میں بقیہ بال منڈوا لے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب جب 4 ذی الحجه کو مکہ آئے، تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو، جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے، حکم دیا کہ وہ حلال ہو۔

---

<sup>1</sup> اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

جائیں اور بال چھوٹے کرالیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بال منڈوانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بال چھوٹے کرانے کی صورت میں پورے سر کے بال چھوٹے کرانا ضروری ہے۔ سر کے بعض حصے کے بال چھوٹے کرانا کافی نہیں ہے۔ اسی طرح سر کے بعض حصے کا منڈوانا بھی کافی نہیں ہے۔ عورت کے لیے صرف بال چھوٹے کرانا ہی مشروع ہے۔ اس کو چاہیے کہ اپنی چوٹی سے انگلی کے پورے کے برابر یا اس سے کم بال کاٹ لے۔ پورا انگلی کے سرے کو کہتے ہیں۔ عورت اس سے زیادہ بال نہ کاٹے۔

جب محرم مذکورہ کام کر لے، تو الحمد للہ اس کا عمرہ پورا ہو گیا اور اس کے لیے ہر وہ چیز حلال ہو گئی، جو حرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی۔ البتہ جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ حدود حرام کے باہر سے لایا ہو، وہ اپنے احرام میں باقی رہے گا اور حج و عمرہ دونوں کر کے حلال ہو گا۔

جس شخص نے صرف حج یا حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو، اس کے لیے مسنوں یہ ہے کہ اپنا احرام عمرہ میں بدل لے اور وہی کچھ کرے جو حج تمتع کرنے والا کرتا ہے۔ ہاں! اگر جانور ساتھ لایا ہے، تب نہیں۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہی حکم دیا تھا اور فرمایا تھا: «لَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ

لَا حَلْلُتُ مَعَكُمْ۔" اگر میں جانور نہ لایا ہوتا، تو تمہارے ساتھ حلال ہو جاتا۔"<sup>11</sup>

اگر عورت عمرہ کے احرام کے بعد حیض یا نفاس سے دوچار ہو جائے، تو پاک ہونے تک نہ بیت اللہ کا طواف کرے، نہ صفا و مروہ کی سعی کرے۔ جب پاک ہو جائے، تو طواف و سعی کرے اور بال بھی چھوٹے کروائے۔ اس سے اس کا عمرہ پورا ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ تزویہ کے دین (آٹھویں ذی الحجه) سے پہلے پاک نہ ہو سکے، تو جہاں ٹھہری ہوئی ہے، وہیں سے حج کا احرام باندھ لے اور سب لوگوں کے ساتھ منی چلی جائے۔ اس طرح وہ قارنہ ہو جائے گی اور عرفات اور مشعر حرام کے وقوف، کنکری مارنے، مزدلفہ و منی میں رات گزارنے، قربانی کا جانور ذبح کرنے اور بال چھوٹ کرنے میں ویسا ہی کرے گی، جیسا سب حاجی کرتے ہیں۔ جب پاک ہو جائے، تو بیت اللہ کا ایک طواف اور صفا و مروہ کی ایک سعی کر لے۔ یہ اس کے حج اور عمرہ دونوں ہی کے لیے کافی ہو گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق کہ ان کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض آیا، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: «اَفْعَلِي مَا يَفْعُلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا

<sup>11</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1568۔

تَظُوفِي بِالبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي» " حاجی جو کچھ کرتے ہیں تم بھی کرو۔ صرف اس بات کا دھیان رہے کہ پاک ہو جانے تک بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا ہے۔"<sup>1</sup> متفق علیہ۔

جب حائضہ اور نفاس والی عورت قربانی کے دن کنکری مار لے اور اپنے بال چھوٹے کر لے، تو اس کے لیے وہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی، جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں۔ جیسے خوشبو لگانا وغیرہ۔ لیکن شوہر حلال نہیں ہو گا۔ جب دوسری پاک عورتوں کی طرح وہ بھی اپنا حج پورا کر لے اور پاک ہونے کے بعد طواف و سعی کر لے تو اس کے لیے اس کا شوہر بھی حلال ہو جائے گا۔

## فصل

### آٹھویں ذی الحجه کو حج کا احرام باندھ کر منی جانے کا بیان

جب ترویہ کا دین یعنی آٹھواں ذی الحجه آئے، تو جو لوگ عمرہ سے حلال ہو کر مکہ میں مقیم ہوں اور اہل مکہ میں سے جو لوگ حج کا ارادہ رکھتے ہوں، وہ اپنے

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 305 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1211۔

گھروں سے حج کا احرام باندھیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مقامِ الطیح میں مقیم تھے اور آپ کے حکم سے انھوں نے ترویہ کے دن اپنی قیام گاہ ہی سے حج کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ بیت اللہ جائیں اور اس کے پاس سے یامیزاب کے پاس سے احرام باندھیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان کو منی جانے کے وقت طواف وداع کا بھی حکم نہیں دیا تھا۔ اگر یہ مشروع ہوتا، تو آپ ﷺ صحابہ کو ضرور بتلاتے۔ یاد رکھیں کہ ساری بھلائی نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتباع میں ہے۔

حج کے احرام کے وقت غسل کرنا، خوشبو استعمال کرنا اور صاف و سفید اہونا مستحب ہے، جیسے میقات کے پاس احرام باندھنے وقت کیا جاتا ہے۔ ترویہ کے دن حج کا احرام باندھنے کے بعد زوال سے پہلے یا زوال کے بعد منی جانا مسنون ہے۔ جمرة العقبہ کی رمی کرنے تک کثرت سے لبیک پکارنا چاہیے۔ حجاج ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر منی ہی میں پڑھیں گے۔ سنت یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر بغیر جمع کیے ہوئے قصر پڑھی جائے۔ لیکن، مغرب اور فجر میں قصر نہیں کیا جائے گا۔

اس میں اہل مکہ اور دوسروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ اور دوسروں کو منی، عرفہ اور مزدلفہ میں قصر ہی نماز پڑھائی تھی۔ مکہ والوں کو پوری نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اگر یہ واجب ہوتا، تو آپ ﷺ ان کو اس کا حکم ضرور دے دیتے۔

عرفہ کے دن آفتاب نکلنے کے بعد حاجی منی سے عرفہ کی طرف جائیں گے۔ مسنون یہ ہے کہ لوگ زوال تک مقام نمرہ میں ٹھہرے رہیں، بشرط کہ ایسا کرنا ممکن ہو، تاکہ رسول اللہ ﷺ کے عمل کا اقتدا ہو جائے۔

آفتاب ڈھلنے کے بعد امام یا اس کا نائب لوگوں کو ایسا مناسب حال خطبہ دے، جس میں اس دن اور اس کے بعد والے دن کے لیے ان بالتوں کا ذکر ہو، جو حاجی کے لیے مشروع ہیں۔ خطیب لوگوں کو تقوی، توحید الہی اور اخلاقی فی العمل کی تاکید کرے، انہیں حرام بالتوں سے ڈرائے، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوط پکڑنے کی وصیت کرے اور کتاب اللہ و سنت رسول کو اپنے تمام کاموں میں فیصلہ کن بنانے کی ترغیب دے، تاکہ ان تمام بالتوں میں رسول اللہ ﷺ کا اقتدا ہو۔ خطبہ کے بعد لوگ ظہر و عصر اول وقت میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے فعل کے مطابق قصر کے ساتھ اور جمع

کر کے پڑھیں۔ اس عمل کو امام مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس کے بعد لوگ مقام عرفہ میں وقوف کریں۔ وادی عرنہ کے نشیب کے علاوہ پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے۔ اگر میسر ہو تو قبلہ اور جبل رحمت کو سامنے رکھنا مستحب ہے۔ اگر دونوں کو سامنے رکھنا میسر نہ ہو، تو قبلہ کو سامنے رکھ لے، گرچہ جبل رحمت سامنے نہ ہو۔ یہاں وقوف کرتے ہوئے حاجی کے لیے مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اس سے دعا کرے اور اس کے سامنے خوب گریہ و زاری کرے۔ دعا کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔ اگر لبیک پکارتا رہے اور قرآن بھی پڑھتا رہے، تو اور بھی بہتر ہے۔ اس دوران اس دعا کو بکثرت پڑھنا مسنون ہے: "اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور اسی کی تمام تعریف ہے، وہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: «خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمٍ عَرَفَةَ، وَأَفْضُلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»، "سب سے اچھی دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے اچھی دعا جو میں نے

اور مجھ سے پہلے انیانے کی ہے، یہ ہے: "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کا ملک ہے اور اسی کی حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے" ۔<sup>1</sup> اور رسول اللہ ﷺ کی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: "أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ"۔ "چار کلمے اللہ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں: "میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، ساری تعریف اللہ کی ہے، اللہ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے"۔<sup>2</sup>

اس دعا کو خشوع و خضوع اور حضور قلب کے ساتھ کثرت سے بار بار پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح شریعت میں ہر وقت پڑھے جانے والے دیگر اذکار اور دعاؤں کو بھی کثرت سے پڑھے۔ خصوصیت سے اس جگہ اور اس عظیم دن میں۔ جامع اذکار اور دعاؤں کو خصوصیت سے منتخب کرنا چاہیے۔ مثلاً:

\* "میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ۔ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، جو بہت بڑا ہے۔"

<sup>1</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3585۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2137۔

﴿...لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

"اُمی! تیرے سوا کوئی معمود نہیں ہے، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا تھا۔" [سورہ انہیاء: 87]

\* "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ ہم سب اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔ ساری نعمتیں اسی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ اسی کا فضل و احسان ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ ہم اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہیں، خواہ کافروں کو پسند نہ ہو۔"

\* "اگنہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی مدد سے حاصل ہوتی ہے۔" <sup>11</sup>

\* ﴿...رَبَّنَا آتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقَنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

\* "اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلانی عطا فرماؤ۔ اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔"

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 594۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مردی۔

[سورہ یقرہ: 201]

\* اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عَصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَةَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَالْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ.\* "اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو سدھار دے، جس کے ذریعہ میرے تمام معاملات صحیح ڈھب پر رہتے ہیں، اور میرے لیے میری دنیا کو سدھار دے، جس میں میری روزی ہے، اور میرے لیے میری آخرت کو سدھار دے، جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور میری زندگی کو میرے لیے ہر بھلائی میں اضافے کا باعث بنادے، اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت کا سبب بنادے" ۔<sup>1</sup>

\* أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ جَهَدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَائِتَةِ الْأَعْدَاءِ.\* "میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی، آزمائش کی سختی سے، نجاست کا سامنا ہونے سے، برے فیصلہ سے اور دشمنوں کے ہنسنے سے" ۔<sup>2</sup>

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمَّ وَالْخَرَفَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَمِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَأَعُوذُ

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2720۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 6347۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدِّينِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔ \* "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے و غم سے، میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجزی و سستی سے، میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدی و بخل سے، گناہ و قرض سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے دباؤ سے۔" <sup>1</sup>

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرِصِ وَالْجُنُونِ وَالْجَدَامِ وَمِنْ سَيِّئَاتِ الْأَسْقَامِ۔ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفید داغ، جنون، کوڑھ اور بربی پیاریوں سے۔" <sup>2</sup>

\* "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں در گزر کا اور دنیا و آخرت میں عافیت کا۔"

\* "اے اللہ! میں تجھ سے در گزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں اپنے دین و دنیا اور اہل و مال کے بارے میں۔"

\* اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ

<sup>1</sup> ان الفاظ کے ساتھ اے ابو داود (حدیث نمبر: 1554) نے ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں ”وَمِنْ الْمَأْمَنِ وَالْمَغْرَمِ“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

<sup>2</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 1554۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ قَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي۔ "اے اللہ! میرے عیوب کو چھپا دے، مجھے خوف سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ! میری حفاظت کر میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے، میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے۔ میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں پیچے سے اچک لیا جاؤں" ۔<sup>1</sup>

\* اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَهَرْلِي، وَخَطَّئِي وَعَمْدِي، وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقْدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

\* "اے اللہ! جو کام میں نے سنجیدگی سے کیا اور جو مذاق میں ہو گیا، جو بھول کر گزر اور جو جان بوجھ کر کیا، ان سب کو معاف فرم۔ دراصل یہ سب کچھ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ اے اللہ! معاف کر دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور بعد میں کیا اور جو کچھ خفیہ کیا اور جو کچھ اعلانیہ کیا اور جس کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔"<sup>2</sup>

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 5074۔ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2719۔ حدیث ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ یہ حدیث کا

ایک حصہ ہے۔

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الشَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ  
شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا،  
وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا  
تَعْلَمُ، إِنَّكَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ.\* "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں معاملہ  
میں ثابت قدمی کا اور بدایت پر عزیمت کا، تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری نعمت پر  
شکر کا اور تیری عبادت اچھی طرح کرنے کا، تجھ سے سوال کرتا ہوں قلب سلیم  
کا اور سچی زبان کا، تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس کو تو جانتا ہے اور  
تیری پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جس کو تو جانتا ہے۔ ساتھ ہی مغفرت چاہتا  
ہوں تجھ سے اس برائی کی جس کو تو جانتا ہے۔ بے شک تو ہی غیب جانے والا  
ہے" 1

\* اللَّهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، اغْفِرْ لِي ذَنْبِي،  
وَأَذْهِبْ عَيْنَهُ قَلْبِي وَأَجِرْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتْنَ مَا أَحْيَيْتَنَا.\* "اے  
اللہ! نبی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل  
کے غصہ کو دور کر دے اور گمراہ کن فتنوں سے مجھے بچا جب تک تو مجھ کو زندہ

<sup>1</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3407۔ حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

\* اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالْيَقِنُ الْحَبْ وَالثَّوْمَ، وَمُنْزَلُ الشَّوَّرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذُ بِنَاصِيَتِهِ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، افْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ. \*

"اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب اور عظیم عرش کے رب! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! دانا اور گھٹھلی کو پھاڑ کر پودا نکالنے والے! تورات، انجیل اور فرقان (قرآن) کو اتارنے والے! میں ہر اس چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! تو پہلا ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے۔ تو آخری ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ تو اور پر ہے، تیرے اور کوئی چیز نہیں ہے اور تو باطن ہے، تجھ سے مخفی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہمارے قرض کو اتار دے اور ہمیں فقر سے بچالے۔" ۲

\* اللَّهُمَّ أَعْطِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَرِزْكَهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ رَزَّاكَهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا

<sup>1</sup> مسند احمد 6/301۔ حدیث امام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2713۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ  
وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.\* "اے اللہ! میرے نفس  
کو اس کی پر ہیز گاری عطا کر اور اس کو پاک کر دے۔ تو ہی سب سے اچھا پاک  
کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا ولی اور مولی ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں  
عاجزی اور سستی سے، تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی، انتہائی بڑھاپے اور بخیلی سے  
اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے" ۔<sup>1</sup>

\* اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنْبَتُ،  
وَبِكَ خَاصَّمْتُ، أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُضْلِلَنِي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ الْحَيُّ  
الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالإِنْسُنُ يَمُوتُونَ.\* "اے اللہ! میں تیر افراہ  
بردار ہوا، تیری ذات پر ایمان لایا، تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف  
رجوع ہوا اور تیرے سہارے لڑا۔ میں پناہ چاہتا ہوں تیری عزت کی کہ تو مجھے  
گمراہ کرے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ تو ایسا زندہ ہے جس کو  
موت آنے والی نہیں ہے، جب کہ جن و انس مر جائیں گے" ۔<sup>2</sup>

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2722۔ حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2717، حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

نَفْسٍ لَا تَشْبُعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.\* "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے جو تیرے لیے عاجزی و فروتنی اختیار نہ کرے، اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے"۔<sup>1</sup>

\* اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَدْوَاءِ.  
\* "اے اللہ! مجھ کو برے اخلاق، برے اعمال، بری خواہشات اور بری بیماریوں سے بچا"۔<sup>2</sup>

\* اللَّهُمَّ إِلَهِنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي. \* "اے اللہ! مجھے راہ ہدایت سمجھادے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا"۔<sup>3</sup>  
\* اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.  
\* "اے اللہ! تو مجھے اپنے حلال کردہ چیزوں کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں

<sup>1</sup> یہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک حصہ ہے، جس کی تخریج پہلے حدیث نمبر: 2722 میں گزر چکی ہے۔

<sup>2</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3591۔ اس حدیث کو زیاد بن علاقہ نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے۔

<sup>3</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3483۔ حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

سے کافی ہو جا اور مجھے اپنے فضل سے، اپنے مساوی سے بے نیاز کر دے۔“<sup>1</sup>

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالثُّقَى وَالعَفَافَ وَالغَنَى. \* ”اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔“<sup>2</sup>

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّدَادَ. \* ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور درستگی کا۔“<sup>3</sup>

\* اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، عَاجِلَهُ وَآجِلَهُ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلَهُ وَآجِلَهُ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ مُحَمَّدُ ﷺ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَادَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ مُحَمَّدُ ﷺ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا. \* ”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت کی ساری بھلائی مانگتا ہوں، جو

<sup>1</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 3563۔ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2721۔ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

<sup>3</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2725۔ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مجھ کو معلوم ہے اور جو نہیں معلوم اور دنیا اور آخرت کی تمام براہیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا طلب گار ہوں، جو تیرے بندے اور تیرے نبی محمد ﷺ نے طلب کی ہے اور میں اس برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا طلب گار ہوں اور ہر اس قول و عمل کا بھی، جو جنت سے قریب کر دے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم سے اور ہر اس قول و عمل سے، جو جہنم سے قریب کر دے۔ میں تجھ سے یہ بھی مانگتا ہوں کہ میرے حق میں لیے گئے اپنے ہر فیصلے کو بہتر کر دے۔<sup>1</sup>

\* لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمُيتُ بِيَدِهِ الْحَيْرُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

\* "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی سب تعریف۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی پاکی

<sup>1</sup> سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 3846۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

بیان کرتا ہوں۔ سب تعریف اللہ کی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبد برحق نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ برائی سے پھر نے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ بلند و برتر اور عظمت والے کی مدد کے بغیر نہیں ہے۔" ۱

\* اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ حَمِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ حَمِيدٌ.\*" اے اللہ! رحمت نازل فرمادی اللہ پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔ برکت نازل فرمادی اللہ پر اور آل محمد پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے" ۲

\* ﴿...رَبَّنَا آتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقَنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

\*" اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1154۔ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3370۔ حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

عطافر ما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔"

[سورہ بقرہ: 201]

عرفات کے اس عظیم موقع پر حاجی کو چاہیے کہ مذکورہ بالا اذکار اور دعاؤں اور اس مفہوم کی دوسری دعاؤں اور اذکار کو بار بار پڑھئے اور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجئے، دعائیں آہ و زاری کرے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگئے۔ نبی کریم ﷺ جب دعائیں توانگئے تو دعا کے الفاظ کو تین تین بار دھراتے تھے، لمزار رسول اللہ ﷺ کا اقتدا کرتے ہوئے ہمیں بھی ایسا کرنا چاہیے۔

عرفات کے اس میدان میں مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کریں، اس کے سامنے عاجزی و گریہ زاری کریں، اس کی بارگاہ میں جھکیں، اس کے سامنے انساری کریں، اس کی رحمت و مغفرت کی امید رکھیں، اس کے عذاب و نار اضنگی سے ڈریں، اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور خالص توبہ کرتے رہیں۔ اس لیے کہ یہ بڑی عظمت اور بڑے اجتماع کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے اور ان پر فرشتوں سامنے فخر کرتا ہے اور اس دن کثرت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتَقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمٍ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هُوَ لَاءُ؟». "عرفہ سے زیادہ کسی اور دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا اور وہ اس دن بندوں سے قریب ہوتا ہے اور ان پر فرشتوں کے سامنے خفر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟»<sup>1</sup>

لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھائیں، اپنے دشمن شیطان کو ذلیل کریں اور کثرت سے ذکر و دعا اور تمام گناہوں سے استغفار و توبہ کر کے شیطان کو مغموم کریں۔ آفتاب غروب ہونے تک جاج برا بر ذکر و دعا اور آہ و زاری میں مشغول رہیں۔ جب آفتاب غروب ہو جائے تو سکون اور وقار کے ساتھ مزدلفہ کی طرف لوٹیں، کثرت سے لبیک پکاریں اور جہاں راستہ کھلا ملے نبی کریم ﷺ کے اقتدا میں وہاں ذرا تیز چلیں۔ عرفات سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے واپس آنا جائز نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ آفتاب غروب ہونے تک وہیں نظر ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: «خُذُوا

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1348۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مردی ہے۔

عَنِيْ مَنَاسِكُمْ۔ ”مَجْهَهُ سَيِّدُ اَعْمَالِ سَيِّدِهِ لَوْ۔“<sup>1</sup>۔

جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو فوراً پہلے تین رکعات مغرب کی اور دور رکعات عشا کی ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ مزدلفہ میں مغرب کے وقت پہنچیں یا عشا کے وقت، نماز کی ترتیب یہی ہونی چاہیے۔

جو لوگ مزدلفہ پہنچتے ہی نماز سے پہلے کنکریاں چننے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی مشرع ہے تو ایسا کرنا بالکل غلط ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مشعر حرام سے منی واپسی پر کنکری چننے کا حکم دیا تھا۔ کنکریاں جس جگہ سے بھی چن لی جائیں کافی ہیں۔ مزدلفہ ہی سے چننے کو خاص نہ کیا جائے، بلکہ منی سے بھی چننا جائز ہے۔ آج کے دن نبی کریم ﷺ کے اقتداء میں صرف جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے لیے سات کنکریاں چننا سنت ہے۔ بقیہ تین دن منی ہی سے ہر روز اکیس کنکریاں چنی جائیں اور تینوں جمرات کو ماری جائیں۔

کنکریوں کو دھونا مستحب نہیں ہے۔ بغیر دھوئے ہی مارنا چاہیے۔ کیوں کہ

---

<sup>1</sup> اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

کنکریوں کو دھونا نہ تو نبی ﷺ سے ثابت ہے، نہ آپ کے اصحاب سے۔ البتہ ان کنکریوں سے رمی نہیں کرنا چاہیے، جن سے رمی کی جا چکی ہو۔

حاجی کو آج کی رات مزدلفہ ہی میں گزارنی ہو گی۔ البتہ کمزور لوگوں، جیسے عورتوں اور بچوں وغیرہ کو، اگر اخیر رات میں منی صحیح دیں، تو عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسرے حاج کے لیے ضروری ہے کہ نماز فجر پڑھنے تک مزدلفہ ہی میں مقیم رہیں۔ نماز فجر کے بعد قبلہ کو سامنے کر کے مشعر حرام کے سامنے کھڑے ہوں اور کثرت سے ذکر الہی اور تکبیر اور دعا کریں، یہاں تک کہ صحیح خوب روشن ہو جائے۔ دعا کے دوران ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ مشعر حرام کے قریب کھڑے ہونا یا اس پر چڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے، بلکہ جہاں کہیں کھڑے ہو جائیں کافی ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «وَقَفْتُ هَا هُنَا - يَعْنِي عَلَى الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ - وَجَمِعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ» میں نے یہاں۔ یعنی مشعر حرام میں۔ وقوف کیا ہے اور پورا مزدلفہ وقوف کرنے کی جگہ ہے۔<sup>1</sup> اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں وارد عربی لفظ ”جمع“ سے مراد مزدلفہ ہے۔

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1218۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

جب صحیح خوب روشن ہو جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے منی کی طرف کوچ کر جائیں اور چلتے ہوئے کثرت سے لبیک پکاریں۔ جب وادی محر آجائے تو ذرا تیز چلیں۔

منی پہنچ کر جمرہ عقبہ کے پاس لبیک کہنا بند کر دیں۔ وہاں پہنچنے ہی اس جمرہ کو پے در پے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے وقت ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہیں۔ مستحب یہ ہے کہ کنکری مارتے وقت کعبہ کو اپنی بائیں جانب اور منی کو دائیں جانب کر کے وادی کے اندر سے کنکری ماریں۔ کیوں کہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ اگر دوسری جانب سے بھی مار دے اور کنکری رمی کی جگہ میں گر جائے، تو یہ بھی کافی ہے۔ کنکری کا اس جگہ پر باقی رہنا شرط نہیں ہے، بلکہ شرط یہ ہے کہ وہاں گر جائے۔ اگر لگ کر نکل جائے تو اہل علم کے مشہور قول کے مطابق کافی ہے۔ اس کی وضاحت نووی نے بھی شرح المذب میں کی ہے۔ جمرات کے لیے کنکریاں، انگوٹھے اور انگشت شہادت کے پیچ رکھ کر چھینکی جانے والی ان کنکریوں کے برابر ہونی چاہیں، جو چنے سے کچھ بڑی ہوتی ہیں۔

کنکری مارنے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرے۔ ذبح کرتے وقت "اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! یہ تیری طرف سے

ہے اور تیرے لیے ہے۔ "کہنا چاہیے اور جانور کو قبلہ رخ کرنا چاہیے۔ اونٹ ذبح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ کھڑا ہو اور اس کا اگلا بایاں پاؤں بندھا ہو اور بکری کو بائیں پہلو پر ذبح کرنا چاہیے۔ اگر قبلہ کے علاوہ دوسری طرف رخ کر کے ذبح کر دیا تو سنت چھوٹ جائے گی، لیکن ذبیحہ حلال ہو جائے گا، کیوں کہ ذبح کے وقت قبلہ رخ کرنا سنت ہے، واجب نہیں۔ اپنی قربانی کے جانور میں سے خود کھانا اور ہدیہ دینا اور صدقہ کرنا مستحب ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَأِسَّ الْفَقِيرَ﴾

"اپس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔" [سورہ حج: 28]۔ اہل علم کے صحیح قول کے مطابق قربانی کا وقت ایام تشریق کے تیرے دن آفتاب ڈوبنے تک ہے۔ لہذا قربانی کے کل چار دن ہوئے۔ دسویں ذی الحجه اور تین دن اس کے بعد۔

جانور خریا ذبح کرنے کے بعد حاجی اپنا سر منڈالے یا بال چھوٹے کرالے۔ لیکن، حلق (سر منڈانا) افضل ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا تین بار فرمائی اور قصر کرنے والوں کے

لیے ایک مرتبہ۔ سر کے کچھ حصے کے بال کٹوانا کافی نہیں ہے۔ بلکہ منڈانے کی طرح پورے سر کے بال چھوٹے کرانا بھی ضروری ہے۔ عورت اپنی چوٹی کے بال انگلی کے پورے کے برابر یا اس سے کم کاٹ لے۔

کنکری مارنے اور بال منڈانے یا کٹوانے کے بعد محرم کے لیے عورت کے سوا وہ سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں، جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام ہوئی تھیں۔ اس حلال ہونے کو تخلل اول کہا جاتا ہے۔ اس تخلل کے بعد حاجی کے لیے خوشبو لگانا اور مکہ جا کر طواف افاضہ کرنا مسنون ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: «كُنْتُ أَطْيَبُ رَسُولَ اللَّهِ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلَحِلَّهِ قَبْلَ أَنْ يَطْوِفَ بِالبَيْتِ»<sup>1</sup> میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے بعد کعبہ کے طواف سے پہلے خوشبو لگا یا کرتی تھی۔<sup>1</sup> (بخاری و مسلم)۔

اس طواف کو 'طواف افاضہ' اور 'طواف زیارت' بھی کہا جاتا ہے، جو حج کا ایک رکن ہے۔ اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوتا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1539 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1189۔

﴿ثُمَّ لَيَقْضُوا تَفَتَّهُمْ وَلَيُوْفُوا نُذُورَهُمْ وَلَيَطَوَّفُوا بِالْبَيْتِ﴾  
الْعَتِيقِ ﴿٦٦﴾

"پھر وہ اپنا میل کچل دو کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔" [سورہ حج: 29]

طواف اور مقام ابراہیم کے پیچھے دور کعت نماز پڑھنے کے بعد اگر حاجی ممتنع ہے تو صفا اور مروہ کی سعی کرے گا۔ یہ سعی اس کے حج کے لیے ہو گی، جب کہ پہلی سعی عمرہ کے لیے تھی۔

علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کی روشنی میں ممتنع کے لیے ایک سعی کافی نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "اہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے" اس حدیث میں آگے چل کر وہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي  
فَأَلْيَهِلَّ بِالْحَجَّ مَعَ الْعُمَرَةِ ثُمَّ لَا يَجِدُ حَقَّيْلَ حَقَّيْلَ مِنْهُمَا جَمِيعًا»... "جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو، وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھے اور عمرہ و حج دونوں کر کے حلال ہو۔" وہ آگے فرماتی ہیں: «فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُوا بِالْعُمَرَةِ  
بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا

مِنْ مَنِيٍّ لِّحَجَّةِمْ" جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف و سعی کر کے حلال ہو گئے۔ پھر جب وہ منی سے واپس آئے، تو حج کے لیے دوسرے طواف کیا۔<sup>1</sup> (بخاری و مسلم)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، حج کے بعد منی سے واپس آ کر انہوں نے دوبارہ طواف کیا، تو اس طواف سے مراد صفا و مروہ کا طواف یعنی سعی ہے، جو اس حدیث کی تشریح میں سب سے صحیح قول ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد طواف افاضہ ہے، ان کی بات صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ طواف افاضہ تو سب کے لیے رکن ہے، جسے سبھی نے کیا تھا۔ اس طواف سے مراد وہ طواف ہے، جو ممتنع حاجی کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی صفا و مروہ کی دوبارہ سعی، جو حج کی تکمیل کے بعد منی سے واپسی کے بعد کی جاتی ہے۔ اللہ کا شکر ہے مسئلہ بالکل واضح ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول بھی ہے۔

اس کی صحت پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں صیغہ جزم کے ساتھ تعلیقاً و ایت کیا

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1556 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1211۔

ہے کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: "مہاجرین و انصار اور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے حج کے احرام کو عمرہ بنالو، سوائے ان لوگوں کے جن کے پاس ہدی یعنی قربانی کا جانور موجود ہو۔" چنانچہ ہم نے بیت اللہ اور صفا و مردہ کا طواف کیا، اپنی عورتوں کے پاس بھی آئے اور کپڑے بھی پہن لیے۔ آپ نے مزید فرمایا: جو قربانی کا جانور ساتھ لائے ہیں، وہ اس وقت تک حلال نہ ہوں، جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ نہ پہنچ جائے (یعنی اس کو ذبح نہ کر دیا جائے)۔ آٹھویں ذی الحجه کی شام کو ہمیں آپ نے حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں۔ جب ہم تمام مناسک حج سے فارغ ہو گئے تو مکہ آئے اور بیت اللہ اور صفا و مردہ کا طواف کیا۔<sup>11</sup> اس میں متعتم حاجی کے لیے دو مرتبہ سمعی کی صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

رہی وہ حدیث، جسے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جس میں ہے: "رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا و مردہ کا صرف ایک

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1572۔

ہی طواف کیا تھا۔<sup>11</sup> تو وہ ان صحابہ کرام کے بارے میں ہے، جو اپنے ساتھ  
قربانی کا جانور لائے تھے۔ کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے احرام  
میں باقی رہ گئے، یہاں تک کہ حج و عمرہ دونوں سے فارغ ہو کر حلال ہوئے۔ خود  
نبی کریم ﷺ نے بھی حج و عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا اور قربانی کا جانور ساتھ  
لانے والوں کو حکم فرمایا تھا کہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھیں اور دونوں  
سے فارغ ہونے کے بعد ہی حلال ہوں۔ حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھنے  
والے کو ایک ہی سعی کرنی ہے، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے اور  
دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح جس نے صرف حج کا احرام باندھا اور قربانی کے دن تک اپنے  
احرام میں باقی رہا، اس پر بھی ایک ہی سعی ہے۔ لہذا جب قارن اور مفرد طواف  
قدوم کے بعد سعی کر لیں تو یہ طواف افاضہ کے بعد کی سعی کے لیے کافی  
ہو جائے گی۔ اس طرح عائشہ، عبد اللہ بن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کی  
حدیثوں کے درمیان تطیق کی صورت نکل آتی ہے۔ اس سے تعارض بھی دور  
ہو جاتا ہے اور تمام احادیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1215۔

اس جمع و تطبيق کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ عائشہ اور ابن عباس سے مروی صحیح حدیثوں نے ممتنع کے حق میں دوسری سعی کو ثابت کیا ہے اور جابر کی حدیث کا متن بظاہر اس کی نفی کرتا ہے، اور علم الاصول اور مصطلح حدیث کے مطابق ثابت، ممتنع پر مقدم ہوتا ہے۔ سچائی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی درست کی توفیق دینے والا ہے اور اللہ کی مدد کے بنانہ کوئی برائی سے دور ہو سکتا ہے اور نہ نیکی کا کام کر سکتا ہے۔

## فصل

### ان کاموں کا بیان جن کا کرنا یوم النحر کے دن حاجیوں کے لیے افضل ہے

حاجی کے لیے افضل یہ ہے کہ یوم النحر کو یہ چاروں کام ترتیب کے ساتھ ادا کرے۔ یعنی پہلے جمرہ عقبہ کی رمی، پھر نحر، پھر حلق یا قصر، پھر بیت اللہ کا طواف۔ اس کے بعد ممتنع کے لیے سعی اور مفرد و قارن نے بھی اگر طواف قدم کے ساتھ سعی نہ کی ہو، تو ان کے لیے بھی سعی ضروری ہے۔ اگر ان

چاروں میں سے کسی کو کسی پر مقدم کر دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ سے اس کی رخصت کا ثبوت موجود ہے۔ سعی کو طواف سے پہلے کر لینا بھی اس میں شامل ہے۔ کیوں کہ یہ بھی یوم النحر کو کیے جانے والے کاموں میں سے ایک ہے اور صحابی کے اس قول میں داخل ہو گا کہ اس دن آپ سے جس چیز کے بھی آگے یا پیچھے کیے جانے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے بس ایک ہی جواب دیا: «اَفْعُلْ وَلَا حَرَجٌ»، "کرلو، کوئی حرج نہیں ہے۔"<sup>1</sup> دوسری بات یہ ہے کہ ایسا نیا اور لا علمی کی بنابر ہو جایا کرتا ہے، لہذا یہ بھی "کرلو، کوئی حرج نہیں" کے عموم میں داخل ہو گا، کیوں کہ اس میں حجاج کے لیے آسانی اور سہولت ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ سے طواف سے پہلے سعی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: «لَا حَرَجٌ» "اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"<sup>2</sup> اسے ابو داود نے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لہذا اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ عموم میں داخل ہے۔ واللہ الموفق۔

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 83 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1306۔

<sup>2</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 2015۔

جن کاموں سے حاجی پورے طور پر حلال ہو جاتا ہے، وہ تین ہیں: جرہ عقبہ کو کنگری مارنا، بال منڈوانا یا کتروانا اور سعی کے ساتھ ساتھ طواف افاضہ کرنا۔ جب یہ تینوں کام کر لے تو اس کے لیے عورت اور خوشبو وغیرہ وہ تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں، جو حرام کی وجہ سے حرام ہوتی تھیں۔ جس نے اس میں سے دو کام کیے، اس کے لیے عورت کے سوابقیہ چیزیں حلال ہو جائیں گی۔ اسے تحلل اول کہا جاتا ہے۔

حاجی کے لیے زمزم کا پانی پینا اور خوب سیراب ہونا مستحب ہے۔ زمزم کا پانی پیتے وقت جتنی بھی مفید دعائیں یاد ہوں کرنی چاہئیں۔ «مَاءُ زَمْرَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ». "زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جاتا ہے، وہ پوری ہوتی ہے"۔<sup>1</sup> جیسا کہ نبی ﷺ سے صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ نبی ﷺ نے زمزم کے پانی کے بارے میں فرمایا ہے: «إِنَّهُ طَعَامٌ طَعْمٌ». "وہ آسودہ کرنے والی غذاء ہے۔"<sup>2</sup> ابو داود میں اتنا اضافہ ہے: «وَشَفَاءُ سُقْمٍ». "اور بیماری

<sup>1</sup> سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 3062۔ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2473۔

کے لیے شفاف ہے۔<sup>1</sup>

حجاج، طواف افاضہ کے بعد اور ان میں سے جن پر سعی واجب ہے وہ طواف افاضہ کے ساتھ ساتھ سعی کرنے کے بعد، منی جائیں، وہاں تین دن اور تین رات قیام کریں، ہر دن آفتاب ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں اور کنکری مارنے میں ترتیب کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

پہلے جمرہ اولی سے رمی شروع کرنی چاہیے۔ یہ وہ جمرہ ہے، جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ اس کو متواتر سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔ مسنون یہ ہے کہ جمرہ سے کچھ پیچھے ہٹ جائے، اس کو اپنی ہائیں جانب کر لے، قبلہ رو ہو جائے، اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لے اور خوب دعا اور گریہ وزاری کرے۔

پھر پہلے کی طرح دوسرا جمرہ کو کنکری مارے۔ مسنون یہ ہے کہ رمی کے بعد تھوڑا آگے بڑھ جائے، جمرہ کو دائیں جانب اور قبلہ کو سامنے کر لے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر خوب دعا مانگ۔

---

<sup>1</sup> یعنی ابو داود طیالی۔ انہوں نے اسے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے قصے والی حدیث میں بھی روایت کیا ہے۔ دیکھیں: مسند ابو داود طیالی کی حدیث نمبر: 459۔

پھر تیرے جمرے کو کنکری مارے۔ لیکن وہاں نہ ٹھہرے۔

اسی طرح دوسرے دن زوال کے بعد ان تینوں جمرات کو کنکری مارے۔

جس طرح پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس پہلے دن کیا تھا، ویسے ہی دوسرے دن کرے، تاکہ نبی ﷺ کا اقتدا ہو جائے۔

ایام تشریق کے پہلے دو دنوں میں رمی کرنا حج کے واجبات میں سے ہے۔

اسی طرح پہلی اور دوسری رات منی میں گزارنا واجب ہے، سوائے پانی پلانے والوں، چرواحوں اور ایسے لوگوں کے، جو ان کے حکم میں ہوں۔ ان کے لیے منی میں رات گزارنا واجب نہیں ہے۔

پہلے دو دنوں کی رمی کے بعد جو منی سے جلد جانا چاہے اس کے لیے جانا جائز ہے۔ اس کو آفتاب ڈوبنے سے پہلے ہی نکل جانا چاہیے۔ لیکن جو تاخیر کرے اور تیسرا رات بھی گزارے اور تیرے دن بھی جمرات کو کنکری مارے، تو یہ افضل اور زیادہ ثواب کا حامل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى...﴾

"ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔ جو شخص (منی میں) دو دن قیام کر کے واپسی کی جلدی کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ اس شخص پر کوئی گناہ ہے جو تاخیر کر کے جائے۔ یہ اللہ سے ڈرنے والے کے لیے ہے"۔ [سورہ بقرہ: 203]۔ تاخیر کرنا افضل اس لیے بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو جلدی کرنے کی رخصت دی، لیکن خود جلدی نہیں کی، بلکہ منی میں ٹھہر کر 13 تاریخ کو زوال کے بعد جمرات کو کنکری ماری، پھر ظہر پڑھنے سے پہلے وہاں سے کوچ کیا۔

چھوٹے بچے جو کنکری نہیں مار سکتے، ان کے ولی کے لیے جائز ہے کہ اپنی طرف سے کنکری مارنے کے بعد ان کی طرف سے بھی کنکری مارے۔ اسی طرح چھوٹی بچی جو کنکری نہیں مار سکتی، اس کی طرف سے اس کا ولی کنکری مار سکتا ہے، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «َحَاجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَمَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبِيَّانُ، فَلَبَيَّنَا عَنِ الصِّبِيَّانِ وَرَمَيْنَا عَنْهُمْ» "هم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک بھی پکارا اور رمی بھی کی۔" <sup>1</sup> (سنن ابن

<sup>1</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 927۔

ماجہ)

جو لوگ خود سے کنکری نہ مار سکتے ہوں، خواہ بیماری کی وجہ سے ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے یا عورت کے حالت حمل میں ہونے کی وجہ سے، تو ایسے معدنور لوگ اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا أَسْتَطَعْتُمْ...﴾

"پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو..." [سورہ تغابن: 16]۔ چونکہ یہ لوگ جمرات کے پاس لوگوں سے مزاحمت نہیں کر سکتے اور رمی کا وقت فوت ہو سکتا ہے، جس کی قضا مشروع نہیں ہے، اس لیے ان کے لیے جائز ہے کہ کسی کو اپنا وکیل مقرر کر دیں۔ جب کہ دوسرے مناسک کی ادائیگی کے لیے نیابت جائز نہیں ہے، خواہ اس کا حج نفلی ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا، خواہ وہ نفلی ہی کیوں نہ ہو، اس کے اوپر پورا کرنا ضروری ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَتَّمُوا الْحَجَّ وَالْعُمَرَةَ لِلَّهِ...﴾

"حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو..." [سورہ بقرہ: 196]۔

طواف و سعی کا زمانہ فوت نہیں ہوتا، لیکن رمی کا وقت، جو محدود ہوتا ہے، فوت ہو جاتا ہے۔

جہاں تک وقوف عرف و مزدلفہ اور منی میں رات گزارنے کی بات ہے، تو بلاشبہ اس کا وقت بھی فوت ہو جاتا ہے، لیکن کسی معدور کے لیے تکلیف اٹھا کر ان جگہوں میں پہنچ جانا ممکن ہے، جب کہ رمی کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ نیز معدور کے لیے رمی میں نائب بنانا سلف صالحین سے ثابت ہے، دوسرے مناسک میں نہیں۔

کیوں کہ عبادتیں توقیفی ہو اکرتی ہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ دلیل کے بغیر کوئی عبادت ایجاد کر لے۔ نائب کے لیے جائز ہے کہ پہلے اپنی طرف سے اور پھر اپنے موکل کی طرف سے ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر تینوں جمروں کو کنکری مارے۔ علامہ صحیح ترین قول کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ پہلے تینوں جمرات کو اپنی طرف سے کنکر مارے اور پھر دوبارہ اپنے موکل کی طرف سے، کیوں کہ ایسا کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور الگ الگ کنکر مارنے میں تکلیف و مشقت بھی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ...﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں رکھی ہے۔" [سورہ حج: 78]۔ اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا». "آسانی کرو، سختی مت کرو۔" نیز کسی صحابی رسول سے ایسا مردی نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں اور کمزوروں کی طرف سے دوبارہ لوٹ کر رمی کی ہو۔ اگر کسی نے ایسا کیا ہوتا، تو ضرور منقول ہوتا، کیوں کہ اس طرح کی باتیں نقل ہو جایا کرتی تھیں۔

## فصل

### ممتتع اور قارن پر دم کے وجوب کا بیان

حاجی جب ممتتع یا قارن ہو اور مسجد حرام کا رہنے والا نہ ہو، تو اس پر ایک قربانی واجب ہے۔ قربانی خواہ ایک بکری ہو یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ قربانی کا جانور حلال مال اور پاکیزہ کمائی کا ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز ہی کو قبول کرتا ہے۔

جب اللہ نے قربانی کی وسعت دے رکھی ہو اور کسی کے سامنے ہاتھ

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 69۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

پھیلانے سے بے نیاز کر کھا ہو، تو قربانی کے لیے یا کسی اور کام کی خاطر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچنا چاہیے، خواہ ہاتھ بادشاہ کے سامنے ہی کیوں نہ پھیلا یا جائے۔ کیوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثوں میں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی مذمت کی گئی اور اس سے بچنے والے کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

اگر ممتنع اور قارن جانور ذبح کرنے سے عاجز ہوں تو ان پر واجب ہے کہ ایام حج میں تین دن روزہ رکھیں اور جب گھر لوٹ جائیں تو سات دن اور روزہ رکھیں۔ ان کو اختیار ہے کہ یہ تینوں روزے یوم النحر سے پہلے ہی رکھ لیں یا ایام تشریق کے تینوں دنوں میں رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...فَمَنْ تَمَّتَّعَ بِالْعُمَرَةِ إِلَى الْحِجَّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحِجَّ وَسَبْعَةٌ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةً گَامِلَةً ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرٍ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ...﴾

"جس نے حج کا زمانہ آنے تک عمرہ کا فائدہ اٹھایا، وہ حسب مقدور جانور ذبح کرے۔ اگر جانور میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے زمانے میں رکھے اور سات گھر پہنچ کر۔ اس طرح پورے دس روزے رکھ لے۔ یہ رعایت اس کے لیے

ہے، جس کے گھروالے مکہ میں نہ ہوں۔" [سورہ بقرہ: 196]۔ پوری آیت دیکھیں۔

اور صحیح بخاری میں عائشہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ایک حدیث میں ہے: «لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمِّنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدْ الْهَدْيَ»، "ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت صرف اسی کو دی گئی ہے جو قربانی کا جانور نہ پاسکے۔<sup>1</sup> یہ روایت نبی کریم ﷺ کی مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ افضل یہ ہے کہ یہ تینوں روزے یوم عرفہ سے پہلے ہی رکھ لیے جائیں، تاکہ یوم عرفہ کو حاجی روزہ کی حالت میں نہ رہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کا وقوف افطار کی حالت میں کیا تھا اور آپ نے عرفہ کے وقوف کی حالت میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع بھی فرمایا ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ اس دن روزہ کی حالت میں نہ رہنے سے ذکر و دعاء میں نشاط زیادہ حاصل ہو گا۔ ان تینوں دن کا روزہ ایک ساتھ اور الگ الگ دونوں طرح رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح ساتوں دن کے روزے بھی مسلسل رکھنے واجب نہیں ہیں۔ اکٹھے اور متفرق دونوں طرح رکھے جاسکتے ہیں۔ کیوں کہ نہ تو اللہ تعالیٰ نے تسلسل کی

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1998۔

شرط رکھی ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے۔ ان سات روزوں کو گھر جا کر رکھنا افضل ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ...﴾

"اور سات روزے اس وقت رکھو، جب تم واپس ہو جاؤ۔" [سورہ بقرہ: 196]

قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کے لیے امیروں سے جانور مانگ کر ذبح کرنے کی بجائے روزہ رکھنا افضل ہے۔ البتہ بغیر مانگے اور نفس کے لائچ کے بغیر قربانی کا جانور یا کچھ اور دے دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں ہے، خواہ وہ حج بدل ہی کے لیے کیوں نہ آیا ہو، بشرطے کہ نائب بنانے والے شخص نے اپنے دیے ہوئے مال سے جانور خریدنے کی شرط نہ رکھی ہو۔ جہاں تک بات ہے کذب و غلط بیانی کے ذریعہ حکومت یا کسی اور سے کسی کے پر نام ہدی کے جانور مانگنے کی، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حرام ہے، کیونکہ یہ باطل طریقہ سے مال کھانا ہے۔ اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اس سے بچائے۔

## فصل

### حجاج وغیرہم پر امر بالمعروف واجب ہونے کا بیان

حجاج اور غیر حجاج پر جو سب سے بڑی چیزیں واجب ہیں، ان میں امر بالمعروف و نہی عن المکر کا فرائضہ انجام دینا اور پانچ وقت کی نمازیں پابندی سے جماعت کے ساتھ ادا کرنا شامل ہے، جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کی زبان سے دیا ہے۔

مکہ کے بہت سے باشندگان، جو اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد نہیں جاتے، ان کا یہ طرز عمل ایک بہت بڑی غلطی اور شریعت کی مخالفت ہے۔ ان کو اس سے منع کرنا اور مسجدوں میں نماز کی پابندی کرنے کا حکم دینا واجب ہے، کیوں کہ جب ابن ام مکتوم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے نایبنا ہونے اور گھر سے مسجد دور ہونے کا عذر لے کر آئے تھے اور عرض کیا تھا کہ آپ ان کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں، تو آپ نے ان سے فرمایا تھا: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءِ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ»، "کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟" انھوں نے جب جواب دیا کہ

بھی سننا ہوں، تو فرمایا تھا: "تو پھر اس پر لبیک کہو۔"<sup>1</sup> ایک دوسری روایت میں ہے: "لَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً"، "میں تمہارے لیے رخصت کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔"<sup>2</sup> نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الْقَدْ هَمَّتْ أَنْ آمَرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ، ثُمَّ آمَرَ رَجُلًا فَيُؤْمِنُ النَّاسُ، ثُمَّ أَنْظَلِقَ إِلَى رِجَالٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأَحَرَّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالثَّارِ" میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کھڑی کرنے کا حکم دے دوں۔ جب وہ کھڑی ہو جائے تو کسی کو امام بن کر لوگوں کو نماز پڑھانے کو کہہ دوں اور پھر ان لوگوں کے یہاں جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا کر ان کو بھی گھر سمیت جلا دوں۔<sup>3</sup> نیز عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن ابن ماجہ میں حسن سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: "مَنْ سَمِعَ النَّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ"، "جس نے اذان سن لی، پھر بھی بلا اذر مسجد نہیں آیا، تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔"<sup>4</sup> اور صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2420 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 651۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 653۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

<sup>3</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 552۔ حدیث عبد اللہ بن ام مکتوم سے مروی ہے۔

<sup>4</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 654۔

کہتے ہیں: "جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ کل وہ اللہ سے مسلم ہو کر ملے، اس کو چاہیے کہ ان پانچوں نمازوں کی پوری حفاظت کرے جب بھی ان کے لیے اذان دی جائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مشرع فرمائے ہیں اور نمازیں انہی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو، جس طرح یہ پیچھے رہنے والے اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد میں جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بد لے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ نماز سے پیچھے رہنے والے صرف کھلے منافقین ہی ہوا کرتے تھے، ورنہ آدمی اس حالت میں بھی لایا جاتا کہ اسے دو آدمیوں کے سہارے صف میں لاکھڑا کر دیا جاتا تھا۔"<sup>1</sup>

حجاج اور دوسرے تمام لوگوں پر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اور ان کے ارتکاب سے دور رہنا واجب ہے۔ جیسے زنا، لواط، چوری، سودخوری، بیتیم

---

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 551۔ حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مردی ہے۔

کمال کھانا، معاملات میں دھوکہ دینا، امانت میں خیانت کرنا، نشہ آور چیزیں اور سگکیٹ پینا، کپڑا ٹھنے سے نیچے لٹکانا، تکبر، حسد، ریا کاری، غیبت، چغلی، مسلمانوں کا مذاق اڑانا، مو سیقی کے آلات جیسے عود، بربط، بانسری وغیرہ استعمال کرنا اور ریڈیو وغیرہ آلات طرب سے گانے سننا، چوسر، شترنج، جوا اور لاطری کھیلنا اور ذی روح جیسے آدمیوں کی تصویریں کھینچنا اور اس کام کو پسند کرنا۔ یہ سب وہ بری باتیں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اور ہر جگہ اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے۔ لہذا ان سے حجاج اور باشندگانِ حرم کا پچنا دوسرا سے زیادہ ضروری ہے؛ اس لیے کہ اس بلدا میں میں ان معاصی کا گناہ زیادہ سخت اور ان کی سزا زیادہ بڑی ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿...وَمَنْ يُرِدُ فِيهِ إِلْحَادٌ بِظُلْمٍ نُّذِقُهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ﴾ (۲۵)

"اور جو شخص حرم میں ظلم کے ساتھ الحاد کا خواہاں ہو گا ہم اسے عذاب ایم کی سزا چکھائیں گے۔" [سورہ حج: 25]، جب اللہ تعالیٰ نے حرم میں ظلم کے ذریعہ الحاد کا ارادہ کرنے والوں کو دھمکی دے دی ہے، تو ان لوگوں کا کیا انجام ہو گا جو الحاد کر گز ریں؟! بلاشبہ یہ انتہائی عظیم اور شدید بات ہو گی۔ لہذا اس سے

اور تمام معاصی سے بچنا ضروری ہے۔

حاجی کو حج کا ثواب اور گناہوں کی بخشش ان گناہوں اور دوسری حرام باتوں سے بچے بغیر نہیں مل سکتی، جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيْوُمْ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ». جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی و فسق نہ کرے، تو اس دن کی طرح (پاک و صاف) ہو کر لوٹے گا، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔<sup>1</sup>

ان تمام منکرات سے زیادہ سخت اور بڑی بات یہ ہے کہ آدمی مردودوں کو پکارے، ان سے فریاد کرے، ان کے لیے نذر مانے اور ان کے لیے جانور ذبح کرے؛ اس امید پر کہ وہ اللہ کے یہاں اس کی سفارش کر دیں گے، اس کے بیار کو اچھا کر دیں گے یا اس کے گم شدہ شخص کو واپس کر دیں گے وغیرہ وغیرہ۔

یہ وہی شرک اکبر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور یہی دور جاہلیت کے مشرکین کا دین ہے اور اسی کے انکار اور اسی سے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول پھیجے اور کتابیں اتاریں۔

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1521۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1350۔

لہذا ہر حاجی اور غیر حاجی کا فرض ہے کہ وہ اس سے بچے اور اگر پہلے شرک کر چکا ہے تو اس سے توبہ کر کے از سر نوج کے لیے تیار ہو، کیوں کہ شرک اکبر تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحْبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

”اور اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے۔“

[سورہ انعام: 88]

شرک اصغر کی ایک قسم غیر اللہ جیسے نبی، کعبہ اور امانت وغیرہ کی قسم کھانا بھی ہے۔

اسی طرح ریا کاری، شہرت طلبی اور ”جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں“، ”اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے“ یا ”یہ اللہ اور آپ کی عنایت ہے“ اور اس جیسے دیگر جملے بھی شرک اصغر میں سے ہیں۔

اس طرح کے تمام شرکیہ مُنکرات سے بچنا اور انھیں چھوڑنے کا حکم دینا بھی واجب ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ

آؤ آشِرَكَ». جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔<sup>1</sup> اسے احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: «مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصُمُّ». جس کو قسم کھائی ہی ہو، وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔<sup>2</sup> نیز آپ ﷺ نے فرمایا ہے: «مَنْ حَلَّفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيَسَ مِنَّا». جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔<sup>3</sup> اس ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: «أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشَّرُكُ الْأَصْغَرُ، فَسُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ: الرِّيَاءُ». مجھے تمہارے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے، وہ شرک اصغر ہے۔ آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: "ریا کاری۔"<sup>4</sup> آپ ﷺ کا

<sup>1</sup> سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: 3251۔

<sup>2</sup> سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: 3253۔

<sup>3</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 2679 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1646۔

<sup>4</sup> مسند احمد، جلد: 5، حدیث نمبر: 428۔

بھی ارشاد ہے: «لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ». "تمت کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ (یوں) کہو: جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔" <sup>1</sup> اور سنن نسائی ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: "اے اللہ کے رسول! جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں!" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَجَعَلْتَنِي لِلَّهِ نِدَاءً، بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ". "کیا تم نے مجھے اللہ کا ہم سر بنادیا؟! بلکہ اس کے بد لے میں یہ کہو کہ جو صرف اللہ چاہے"۔<sup>2</sup>

یہ تمام احادیث بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے توحید کی حفاظت فرمائی اور اپنی امت کو شرک اکبر اور شرک اصغر سے روکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عذاب اور غضب الہی کے اسباب سے امت کی سلامتی نیزان کے ایمان کے تحفظ کے بے حد حرجیں تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے پیغام الہی پہنچایا، امت کو ڈرایا اور اللہ کی اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کی۔ اللہ آپ ﷺ پر قیامت تک درود و سلام بھیجتا

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 4980۔

<sup>2</sup> سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 2117۔

رہے۔

تمام اہل علم خواہ وہ حاجج ہوں یا اللہ کے پر امن شہر مکہ اور مدینۃ الرسول کے باشندگان، ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ کی شریعت لوگوں کو سکھائیں، شرک و معاصی وغیرہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے لوگوں کو روکیں اور ان باتوں کا دلائل سے پوری شرح و بسط کے ساتھ ذکر اور نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کریں، تاکہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لائیں اور اس طرح ان پر اللہ تعالیٰ نے جو تبلیغ و بیان کا فرائضہ عائد کیا ہے، اسے ادا کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيشَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنَنَّهُ لِلثَّالِثِينَ وَلَا تَكُنْتُمُونَهُ...﴾

"اور جب اللہ نے ان سے عہد لیا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم اس کو لوگوں سے بیان کرو گے اور تم اس کو لوگوں سے چھپاؤ گے نہیں۔" [سورہ آل عمران: 187]

اس آیت کا مقصود اس امت کے علماء کو ڈرانا ہے کہ وہ حق کے چھپانے کے سلسلہ میں ظالم اہل کتاب کے مسلک پر نہ چلیں، تاکہ اس کے ذریعہ آخرت کی

بجائے دنیا کماں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ  
مَا بَيَّنَاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ الَّلَّا عِنْوَنَ  
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَئِكَ أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا  
السَّوَابُ الرَّحِيمُ ﴾١٦٩﴾

"جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، باوجودے کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں، تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں۔" [سورہ بقرہ: 159-160]۔ بہت سی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ کی طرف دعوت دینا اور بندوں کو اللہ کی راہ دکھانا بہترین نیکی اور اہم ترین فرائض میں سے ہے اور یہی قیامت تک انبیا اور ان کے تبعین کا راستہ بھی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَ إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّمِّا  
110

"اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔" [سورہ فصلت: 33]۔ اللہ تعالیٰ کا مزیدار شاد ہے:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلٌ أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي  
وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ ﴿٦٦﴾

"آپ کہہ دیجیے کہ میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے تبعین اللہ کی طرف بلار ہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔" [سورہ یوسف: 108]۔

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: «مَنْ ذَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ  
فَأَعِلِّهِ» "جو شخص خیر کی طرف رہنمائی کرے، اس کے لیے اس کے کرنے والے کے برابر اجر ہے۔" <sup>1</sup> «لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرًا لَكَ  
مِنْ حُمْرِ الْعَيْمِ» "اگر اللہ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے، تو

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1893۔

یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"<sup>1</sup> اس مضمون کی آیات اور احادیث بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

اہل علم و ایمان کو چاہیے کہ دعوت الی اللہ میں اپنی کوششوں کو اور بھی بڑھا دیں اور اللہ کے بندوں کو نجات کی راہ دکھانے اور ہلاکت کے اسباب سے بچانے کے لیے پوری پوری جد و جہد کریں۔ خاص طور پر اس زمانے میں، جب کہ لوگوں کی خواہشات غالب آچکی ہیں، تباہ کن افکار و نظریات اور گمراہ کن نعرے پھیل چکے ہیں، داعیان حق کم سے کم تر ہو چکے ہیں اور الخاد و اباحت کے داعیوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے۔ ایسی صورت میں اللہ ہی مددگار ہے اور عظیم و بلند اللہ کی توفیق کے بنانہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی گناہوں سے بچنے کی قوت۔

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 3009 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2406۔

## فصل

### زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کا استحباب

حجاج جب تک مکہ میں مقیم رہیں ان کو چاہیے کہ برابر اللہ کا ذکر، اس کی عبادت اور عمل صالح کرتے رہیں۔ نماز اور بیت اللہ کا طواف کثرت سے کریں، کیوں کہ حرم کی نیکی کا ثواب چند رچند ہے۔ اسی طرح حرم کی برائیاں بھی بہت سخت ہوتی ہیں۔ اسی طرح حجاج کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے رہیں۔

جب حاجی مکہ سے نکلا چاہیں تو ان پر بیت اللہ کا طواف و داع ضروری ہے، تاکہ ان کا آخری وقت بیت اللہ سے ہو کر گزرے۔ البتہ حاضرہ اور نفاس والی عورت اس سے مستثنی ہیں کہ ان دونوں کے لیے طواف و داع ضروری نہیں ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے: «أُمِّرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفْفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْخَائِضِ» آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ

گز رے۔ لیکن آپ نے حاضرہ عورت کے لیے اس کی تخفیف فرمادی۔<sup>1</sup>

جب بیت اللہ کو وداع کر کے فارغ ہوا اور مسجد حرام سے نکلا چاہے تو سید ہے  
منہ نکل جائے۔ اٹھے پاؤں ہر گز نہ چلے۔ کیوں کہ ایسا کرنا نہ تو نبی کریم ﷺ  
سے منقول ہے اور نہ آپ کے اصحاب سے، بلکہ یہ صریح بدعت ہے اور نبی  
ﷺ کا ارشاد ہے: «مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». جس نے  
کوئی ایسا کام کیا، جس کا ہم نے حکم نہیں دیا، تو وہ کام مردود اور ناقابل قبول  
ہے۔<sup>2</sup> اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتُ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ  
مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ۔ بدعتوں سے بچو، اس لیے کہ ہر نوایجاد  
چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔<sup>3</sup>

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر قائم اور اپنی مخالفت سے ہمیں محفوظ رکھے۔ بے  
شک وہ بڑا سختی اور نہایت کرم والا ہے۔

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1755 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1328۔

<sup>2</sup> اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

<sup>3</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 867۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

## فصل

### مسجد نبوی کی زیارت کے احکام و آداب کا بیان

حج سے پہلے یا اس کے بعد مسجد نبوی کی زیارت مسنون ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: «صَلَّى اللَّهُ عَلَى مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَّى فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ». "میری اس مسجد میں پڑھی گئی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مسجدوں میں پڑھی گئی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے"۔<sup>1</sup> اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: «صَلَّى اللَّهُ عَلَى مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَّى فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ» "میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز دوسری مسجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے، مسجد حرام کے سوا"۔<sup>2</sup> (صحیح مسلم)، اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «صَلَّى اللَّهُ عَلَى مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَّى فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ»

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1190 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1394۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1395۔

هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةٍ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدٍ يَحْدِي هَذَا» "میری اس مسجد میں ایک وقت کی نمازوں و سری مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد حرام کے علاوہ، اور مسجد حرام میں ایک وقت کی نماز میری مسجد کی ایک سو نماز سے بہتر ہے۔" <sup>1</sup> اسے احمد، ابن حزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے : «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدٍ يَحْدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةٍ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ» "میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سواد و سری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ جب کہ مسجد حرام کی ایک نمازوں و سری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔" <sup>2</sup> مسند احمد اور سنن ابن ماجہ۔ اس معنی کی حدیثیں کثرت سے موجود ہیں۔

جب زیارت کرنے والا مسجد پہنچے تو داخل ہوتے وقت پہلے اپنا دایاں قدم

<sup>1</sup> مسند احمد، حدیث نمبر: 5، جلد: 4۔

<sup>2</sup> سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 1406۔

رکھنا اور یہ دعا پڑھنا مستحب ہے: "اللہ کے نام سے مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجا ہوں، میں عظمت والے اللہ، اس کے کرم والے چہرے اور اس کی قدیم قوت و شوکت کے ذریعہ شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

جس طرح دوسری مسجدوں میں داخل ہوتے وقت یہی دعا پڑھتا ہے۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کی کوئی مخصوص دعا نہیں ہے۔ پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے، جس میں اللہ سے دنیا و آخرت کی محبوب چیزیں مانگے۔ اگر یہ دونوں رکعتیں ریاض الجنتہ میں پڑھے تو اور افضل ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ»۔ "میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"<sup>1</sup> نماز کے بعد نبی کریم ﷺ اور آپ کے صاحبین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرے۔ نبی کریم ﷺ کی قبر کے سامنے ادب مازنی سے مردی ہے۔ اور دبی آواز میں اس طرح سلام کرے: "آپ پر

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1195، اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1390۔ حدیث عبد اللہ بن زید مازنی سے مردی ہے۔۔

سلامتی ہو اے اللہ کے رسول، اور آپ پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔" جیسا کہ سنن ابو داود میں حسن سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: (مَا مِنْ أَحَدٍ يُسْلِمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوْحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ)۔" جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹادیتا ہے، تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے دوں"۔<sup>1</sup> اگر زیارت کرنے والا اپنے سلام میں یوں کہے، تب بھی کوئی حرج نہیں: "سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوقات میں سب سے بہتر! سلامتی ہو آپ پر اے رسولوں کے سردار اور متقيوں کے امام! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی فرمادی اور اللہ کی راہ میں کما حقہ جہاد کا فرائضہ ادا کر دیا"۔ کیوں کہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کے اوصاف ہیں۔ پھر آپ ﷺ پر درود بھیجے اور آپ کے لیے دعا کرے، جیسا کہ شریعت میں درود و سلام ایک ساتھ صحیح کی مشروعیت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُوٰ﴾

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 2041۔

"اللَّهُ تَعَالَى اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔" [سورہ احزاب: 56]۔ پھر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجے، ان دونوں کے لیے دعا کرے اور ان دونوں کے لیے اللہ کی رضامندی طلب کرے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام بھیجتے تھے تو عموماً بس اتنا کہا کرتے تھے: "آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو اے ابو بکر! اور اے میرے ابا! آپ پر سلامتی ہو۔" اور یہ کہہ کر لوٹ جاتے تھے۔

یہ زیارت صرف مردوں کے لیے مشروع ہے ہے۔ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت جائز نہیں ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے: «الَّعَنْ زُوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُّجَ». آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں

بنانے والے اور چراغاں کرنے والے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے۔<sup>1</sup>

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے، اس میں دعا کرنے اور اس طرح کے دیگر کاموں، جو دوسری تمام مسجدوں میں مشرع ہیں، کی نیت سے مدینہ کا قصد کرنا سب کے لیے مشرع ہے، جیسا کہ اس سے پہلے اس مضمون کی حد شیں گزر چکی ہیں۔

زار کو چاہیے کہ پانچوں وقت کی نمازیں مسجد نبوی میں پڑھے، اس میں کثرت سے ذکر و دعا اور نفلی نمازوں کا اہتمام کرے اور زیادہ ثواب کمانے کی اس فرصت کو غنیمت سمجھے۔

اسی طرح ریاض الجنة میں کثرت سے نفلی نماز پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ اس کی فضیلت میں نبی ﷺ کا یہ قول گزر چکا ہے: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ». میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔<sup>2</sup>

---

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 3236۔

<sup>2</sup> اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

لیکن فرض نمازوں کے لیے زائر و غیر زائر کو آگے رہنا اور جہاں تک ہو سکے پہلی صفات کی پابندی کرنی چاہیے، اگرچہ اگلی صفات قبلہ کی جانب توسعہ شدہ حصے میں ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ احادیث صحیحہ میں پہلی صفات کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ مثلاً آپ ﷺ کا یہ فرمان: **الَّوَّيَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النَّدَاءِ وَالصَّفَّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَا سْتَهِمُوا**<sup>1</sup> اگر لوگ جان جائیں کہ اذان اور پہلی صفات میں کتنا ثواب ہے، پھر قرعہ اندازی کیے بغیر جگہ نہ پاسکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔<sup>2</sup> (متفق علیہ) اسی طرح آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا ہے: **تَقَدَّمُوا فَأُتْمُوا بِيِ وَنَيَّأُتُمَّ بِيِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَرَأُ الْرَّجُلُ يَتَأَخَّرُ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّىٰ يُؤْخَرَهُ اللَّهُ**<sup>3</sup> آگے بڑھو اور میرا قدر کرو، تمہاری اقتدات نہ مارے بعد والے کریں۔ آدمی جب نماز سے پیچھے ہوتا رہتا ہے، تو اللہ بھی اس کو پیچھے کر دیتا ہے۔<sup>4</sup> صحیح مسلم

ابوداؤ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: **لَا يَرَأُ الْرَّجُلُ يَتَأَخَّرُ عَنِ الصَّفَّ الْمُقَدَّمِ حَتَّىٰ**

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 438، حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔

<sup>2</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 615 اور صحیح مسلم: 437۔

یوْخَرَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ۔" جب آدمی لگاتار پہلی صفات سے پیچھے رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اسے (عمل کے میدان میں) پیچھے کر کے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔" اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے: «أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصْفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ تَصْفُ الْمَلَائِكَةَ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُتْمُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَيَتَرَصَّوْنَ فِي الصَّفَّ» ایسی صفات کیوں نہیں بناتے جیسی فرشتے اپنے رب کے پاس بناتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ملائکہ اپنے رب کے پاس کیسے صفات بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صفات میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔<sup>2</sup> صحیح مسلم۔

اس مضمون کی حدیثیں بڑی تعداد میں موجود ہیں، جو مسجد نبوی اور دوسری مسجدوں کے لیے عام ہیں۔ توسعی و اضافے سے پہلے اور اس کے بعد بھی۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو صفات کے دائیں طرف

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 430۔ حدیث جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

<sup>2</sup> سنن ابو داود: 679۔ اس کے الفاظ ہیں: "جب لوگ لگاتار پہلی صفات سے پیچھے رہتے ہیں، تو اللہ بھی انھیں (عمل کے میدان میں پیچھے کر کے) جہنم ڈال دیتا ہے۔"

کھڑے ہونے کی ترغیب دیتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ صفات کا دایاں حصہ پہلی مسجد نبوی میں ریاض الجنة کے باہر واقع تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی صفات اور داہنی طرف کی صفوں میں نماز پڑھنا ریاض الجنة میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ جو شخص اس بارے میں وارد احادیث پر غور کرے گا اس کو یہ فرق واضح طور پر معلوم ہو جائے گا۔ واللہ الموفق۔

کسی کے لیے حجرہ رسول اللہ ﷺ کو چھونے، اسے بوسہ دینے یا اس کا طواف کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیوں کہ یہ سلف سے منقول نہیں، بلکہ ایک بدترین بدعت ہے۔

کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی حاجت پوری کرنے، کوئی مصیبت کو دور کرنے یا میریض کو شفاذینے وغیرہ کا سوال کرے، کیوں کہ یہ سب چیزیں صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں گی۔ ان میں سے کوئی چیز کسی مرے ہوئے شخص سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ دراصل مذہب اسلام دو بنیادوں پر قائم ہے:

ایک یہ کہ عبادت بس ایک اللہ کی کی جائے۔

دوسرے یہ کہ اللہ کی عبادت اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کی جائے۔

یہی مفہوم ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کا۔

اسی طرح کسی کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شفاعت مانگے، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لہذا مانگا اسی سے جائے گا، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا...﴾

"کہہ دیجیے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے..." [سورہ زمر: 44]۔  
البہت تم کہہ سکتے ہو کہ: "اے اللہ! اپنے نبی کو میرا شفیع بنا، اے اللہ! اپنے فرشتوں اور مومن بندوں کو میرا سفارشی بنا، اے اللہ! میرے فوت شدہ بچوں کو میرا سفارشی بناؤغیرہ، لیکن مردوں سے کچھ نہیں مانگنا چاہیے، نہ شفاعت نہ دوسری چیز، خواہ وہ انیا ہوں یا غیر انیا، اس لیے کہ ایسا کرنا مشروع نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ میت کا عمل منقطع ہو چکا ہے، سوائے اس عمل کے جس کو شارع نے مستثنی کر رکھا ہے۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ». "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے: صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔<sup>11</sup>

البته رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ سے شفارش کا سوال کرنا جائز تھا اور قیامت کے دن بھی جائز ہو گا، کیوں کہ آپ کو اس پر قدرت حاصل ہو گی۔ آپ کے لیے یہ ممکن ہو گا کہ آپ آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے طالب سفارش کے لیے جو مانگنا ہو مانگیں۔ دنیا میں شفارش طلب کرنے کے جواز کی بات تو معلوم و معروف ہے۔ یہ صرف آپ ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی سفارش کرنے کو کہا جا سکتا ہے۔ لہذا مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ اپنے بھائی سے کہہ کر میرے رب سے میرے بارے میں فلاں اور فلاں چیز کی سفارش کرو۔ دوسرے لفظوں میں کہیں تو میرے لیے دعا کرو۔ جس سے

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1631۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

سفرارش کرنے کو کہا جائے، اس کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اللہ کے سامنے دست سوال دراز کرے اور اگر طلب کی گئی چیز مباح ہو تو اپنے بھائی کے لیے اس کی سفارش کرے۔

لیکن قیامت کے دن کوئی شخص کسی کے لیے اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا يُإِدُّنَهُ...﴾

"کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے؟"

[سورہ بقرہ: 255]

رہی بات موت کی حالت کی، تو وہ ایک مخصوص حالت ہے جسے نہ تو انسان کی موت سے قبل والی حالت سے ملا یا جا سکتا ہے اور نہ قیامت کے بعد کی حالت سے، کیوں کہ میت کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اپنے کیے ہوئے اعمال کا مر ہون بن جاتا ہے۔ بس کچھ ہی اعمال کی نیکی موت کے بعد بھی ملتی رہتی ہے، جنہیں شریعت نے مستثنی کر رکھا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں ان استثنائی اعمال کے زمرے میں شریعت نے مردوں سے طلب شفاعت کو نہیں رکھا ہے۔ اس لیے اسے ان اعمال کے زمرے میں رکھنا جائز نہیں ہو گا۔ اس

میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں بربخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، جو شہدا کی زندگی سے زیادہ کامل ہے، لیکن وہ نہ قوموت سے قبل والی زندگی ہے اور نہ قیامت کے دن والی زندگی۔ یہ ایک زندگی ایسی ہے جس کی حقیقت و کیفیت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوْحٌ حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ» "جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے

دوس" ۱

اس سے معلوم ہوا کہ آپ انتقال فرمائچے ہیں اور آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو چکی ہے، البتہ سلام کے وقت آپ کو لوٹا دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی وفات ہو چکی ہے، اس کے دلائل قرآن و سنت میں معروف و مشہور ہیں اور اہل علم کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ بات ہے، لیکن یہ موت آپ ﷺ کی حیات بربخی کے لیے مانع نہیں، جیسے شہدا کی موت ان کی حیات بربخی کے لیے مانع نہیں ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 2041۔

﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴾ (١٦٩)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہر گز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزیاں دیے جاتے ہیں۔" [سورہ آل عمران: 169]

ہم نے اس مسئلے کو تفصیل سے اس لیے بیان کیا کہ اس کی بڑی ضرورت تھی، کیوں کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس معاملے میں شہادت میں ڈالنے کا کام کرتی اور شرک و غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتی ہے۔ اللہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو شریعت مخالف باتوں سے بچائے۔ واللہ اعلم۔

زیارت کرنے والے بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس آواز بلند کر لیتے ہیں اور دیر تک کھڑے رہتے ہیں، تو ان کا یہ عمل بھی خلاف شرع ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی کرنے سے منع فرمایا ہے اور جس طرح لوگ آپس میں بلند آواز سے باتیں کر لیتے ہیں، اس طرح آپ کے ساتھ اونچی آواز میں بات کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ کے پاس آواز نیچی رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ  
وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرٍ بَعْضِكُمْ لِيَعْضِعَ أَنْ تَحْبَطَ  
أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴾ ۲۱ إِنَّ الَّذِينَ يَغْضُبُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ  
رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ فُلُوْبَهُمْ لِتَتَّقُوا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ  
وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾ ۲۲﴾

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اوپنی  
آواز سے بات کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں (ایسا نہ  
ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت چلے جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

بے شک جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں اپنی  
آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری  
کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا ذواب ہے۔" [سورہ  
حجرات: 2-3]۔

اس لیے بھی کہ آپ کی قبر کے پاس دیر تک کھڑے رہنے اور بار بار آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے سے بھیڑ میں اضافہ ہو گا اور آپ کی قبر کے پاس شور و غل  
بڑھے گا، جو ان تعلیمات کے خلاف ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان مکمل آیتوں میں

مسلمانوں کو دی ہیں۔ آپ ﷺ زندہ و مردہ دونوں حالتوں میں قابل احترام ہیں۔ لہذا کسی مومن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ آپ کی قبر کے پاس ایسا عمل کرے، جو شرعی آداب کے خلاف ہو۔

اسی طرح جو زائر آپ ﷺ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اٹھا کر دعائیں گے، اس یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور ان کے تبعین اور سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف ہے، بلکہ ایک نوایجاد بدعت ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **فَعَلَيْكُمْ إِسْنَتِي وَسُنْتَةَ الْخَلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيَّينَ مِنْ بَعْدِي، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدُعَةٍ وَكُلَّ بِدُعَةٍ صَلَالَةٌ۔** تم میری سنت کو اور میرے بعد بدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، اسے نہایت مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور (دین کے نام پر سامنے آنے والی) نئی نئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا۔ بلاشبہ (دین کے نام پر ایجاد کی جانے والی) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔<sup>1</sup>

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **مَنْ أَحْدَثَ فِي أُمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ**

<sup>1</sup> سنن ابو داود، حدیث نمبر: 4607۔ حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

فَهُوَ رَدٌّ" جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس دین کا حصہ نہیں ہے، تو وہ کام مردود اور ناقابل قبول ہے"۔<sup>1</sup> «مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». "جس نے کوئی ایسا کام کیا، جس کا ہم نے حکم نہیں دیا ہے، تو وہ کام مردود اور ناقابل قبول ہے"۔<sup>2</sup>

علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس دعا کر رہا تھا، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس کو میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور انہوں نے اسے میرے دادا کے حوالے سے بیان کیا ہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنائے: «لَا تَشْرِدُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا بُيُوتَكُمْ فُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ تَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي أَيْنَمَا كُنْتُمْ». "میری قبر کو عید (میلے کی جگہ) نہ بنالیں اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بنالیں۔ مجھ پر درود بھیجا کرنا۔ کیوں کہ تمھارا بھیجا گیا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے، چاہے تم جہاں بھی

<sup>1</sup> اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

<sup>2</sup> اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

اسی طرح جو زائر آپ ﷺ پر سلام بھیجتے وقت اپنادا یاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر یا سینے سے نیچے نمازی کی طرح ہیئت بناتے ہیں، تو یہ ہیئت نہ آپ پر سلام بھیجتے وقت اور نہ ہی کسی بادشاہ اور لیڈر وغیرہ کو سلام کرتے وقت بنانا جائز ہے، کیوں کہ یہ ذلت و خضوع اور عبادت کی ہیئت ہے، جو اللہ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کو اپنی کتاب فتح الباری میں علماء سے نقل کیا ہے۔ اس بارے میں جو بھی غور کرے گا، اس کے سامنے یہ مسئلہ بالکل واضح اور عیاں ہو جائے گا، بشرطے کہ اس کا مقصد سلف صالحین کی اتباع ہو۔

لیکن جس پر تعصب، خواہش نفس، اندھی تقليد اور سلف صالحین کے طریقہ کی طرف دعوت دینے والوں کے بارے میں بدگمانی غالب ہو، اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ ہم اللہ سے اپنے اور اس طرح کے لوگوں کے لیے

<sup>۱</sup> زین العابدین کی روایت کی نسبت شیخ نے حافظ مقدسی کی جانب کی ہے۔ لیکن انہوں نے حدیث کو بغیر واقع (قصہ) کے نقل کیا ہے۔ امام احمد نے بھی اسے اپنی مند 2/367 میں روایت کیا

ہدایت کی دعا کرتے اور حق کو تمام چیزوں پر ترجیح دینے کی توفیق مانگتے ہیں۔ بے شک وہی سوالوں کا بہتر جواب دینے والا ہے۔

اسی طرح جو لوگ دور سے قبر شریف کی جانب رخ کر لیتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو سلام یادعا کے لیے ہلاتے رہتے ہیں، تو ان کا یہ عمل بھی بدعت ہے۔ کسی مسلمان کے لیے درست نہیں کہ وہ دین میں وہ باتیں ایجاد کرے، جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے، کیوں کہ وہ ان کاموں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور دوستی کے بجائے ظلم کا مر تکب ہو رہا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس جیسے عمل کو بہت ہی برا سمجھتے ہوئے فرمایا ہے: "اس امت کے بعد کے لوگوں کی اصلاح بھی انہی چیزوں سے ہوگی، جن سے پہلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی" ۔<sup>1</sup>

سب کو معلوم ہے کہ اس امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح جس چیز نے کی، وہ نبی کریم ﷺ، آپ کے خلفائے راشدین اور آپ کے صحابہ و تابعین کے طریقے کی پیروی تھی اور اس امت کے بعد کے لوگ بھی اسی کو مضبوط تحام کر اور اسی پر چل کر ہی اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔

---

<sup>1</sup> إغاثة المحتفان في مصايد الشيطان، 1/363۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بات کی توفیق دے جس میں ان کی نجات اور سعادت اور دنیا و آخرت میں عزت ہو۔ بے شک اللہ جو دوستخوا والا اور کرم و مہربانی والا ہے۔

### تسبیح

## اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کا حکم

قبر نبوی کی زیارت عوام الناس کے خیال کے برخلاف نہ توجہ کے لیے واجب ہے اور نہ شرط۔ بلکہ جو لوگ مسجد نبوی کی زیارت کریں یا مسجد سے قریب ہوں، ان کے لیے مسجد کی زیارت کے ساتھ قبر کی زیارت بھی مستحب ہے۔

لیکن جو لوگ مدینہ منورہ سے دور ہوں ان کے لیے جائز نہیں کہ قبر نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ البتہ مسجد نبوی کے لیے سفر کر کے آنستہ ہے۔ جب مدینہ آجائیں تو آپ ﷺ کی اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی بھی زیارت کر لیں۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبر کی زیارت مسجد نبوی کی زیارت کے ضمن میں داخل

ہے، جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: «لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى». "سفر صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کیا جاسکتا ہے، مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔" <sup>14</sup>

اگر رسول اللہ ﷺ یا کسی اور شخص کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا مشروع ہوتا، تو آپ ﷺ امت کو ضرور بتا دیتے اور اس کی فضیلت کی طرف ان کی رہنمائی کر دیتے، اس لیے کہ آپ ﷺ لوگوں کے سب سے زیادہ خیر خواہ، سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے اور سب سے زیادہ اللہ سے خوف کھانے والے انسان تھے۔ آپ ﷺ نے احکام کی پوری تبلیغ فرمادی، امت کو ہر بھلائی بتا دی اور ہر برائی سے ڈرایا۔ کسی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے، جب کہ آپ ﷺ نے ان تینوں مسجدوں کے سوا اور کہیں کے لیے سفر کرنے سے روکا ہے اور فرمایا ہے: «لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيْ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حِينَ كُنْتُمْ

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1189۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1397۔

"میری قبر کو عید (میلہ گاہ) نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بنانا۔ میرے اوپر درود صحیح رہنا۔ تمہارا درود تم جہاں کہیں بھی رہو، مجھ تک پہنچ جائے گا۔"<sup>11</sup>

قبر نبوی کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو مشروع کہنا دراصل قبر کو میلہ گناہ بنانا اور غلو و مبالغہ آرائی کی جس شرعی مخالفت کا آپ ﷺ کو اندیشہ تھا، اس کو وقوع پذیر ہونے دینا ہے۔ ویسے ہم دیکھتے بھی ہیں کہ بہت سے لوگ اسی عقیدے کی وجہ سے کہ وہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کو مشروع صحیح ہیں، اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

اس باب میں جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں اور جن کو قبر نبوی کی زیارت کے لیے سفر کو مشروع سمجھنے والے لوگ جھٹ بناتے ہیں، وہ سب حدیثیں ضعیف الاسناد بلکہ موضوع ہیں اور ان کے ضعف کی محدثین کرام جیسے دارقطنی، یہقی اور حافظ ابن حجر وغیرہم نے نشان دہی کی ہے۔ لہذا یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ان ضعیف احادیث کو ان صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کیا جائے، جو (نیکی کی نیت سے) ان تینوں مساجد کے سوا کہیں اور کے سفر کی حرمت بیان کرتی

---

1 اس حدیث کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

ہیں۔

آپ حضرات کی معلومات کے لیے ان موضوع احادیث میں سے کچھ حدیثیں بیان کر دی جا رہی ہیں، تاکہ آپ ان کو پہچان جائیں اور ان سے دھوکہ کھانے سے بچ جائیں:

- 1- "جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"
- 2- "جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی، گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔"
- 3- "جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے والد ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی، میں اللہ کے پاس اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔"

- 4- "جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

یہ اور اس قسم کی دیگر حدیثیں نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔

حافظ ابن حجر (تلخیص الحبیر میں) اکثر روایتوں کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث کے سارے طرق ضعیف ہیں۔

حافظ عقیلی کہتے ہیں: اس باب میں کوئی بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بصراحت فرمایا ہے کہ یہ ساری روایتیں موضوع ہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا علم و حفظ اور جان کاری جگ ظاہر ہے۔

اگر ان میں کوئی حدیث ثابت ہوتی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے پہلے اس پر عمل کرتے، امت کو بتاتے اور اس پر عمل کی دعوت دیتے، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیا کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں اور حدود اہنی کا سب سے زیادہ علم انہی کو تھا۔ اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جو شریعت بنائی ہے اس کو صحابہ سب سے زیادہ جانتے تھے اور وہ اللہ اور اس کی مخلوق کے سب سے بڑے خیر خواہ تھے۔ جب اس کے متعلق ان کی طرف سے کوئی بات منقول نہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ عمل غیر مشروع ہے۔

اگر کوئی حدیث ان میں سے صحیح ہو بھی جائے، تو اس کو شرعی زیارت پر محمول کیا جائے گا، جس سے قبر کی زیارت ہی کے لیے سفر کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس سے دونوں طرح کی احادیث کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔ ویسے بہتر علم اللہ کے پاس ہے۔

## فصل

### مسجد قبا اور بقیع کی زیارت کے مستحب ہونے کا بیان

مدینہ کی زیارت کرنے والے کے لیے مسجد قبا کی زیارت کرنا اور اس میں نماز پڑھنا بھی مستحب ہے، کیوں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث صحیحین میں ہے کہ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُ مَسْجِدَ قُبَّاءِ رَأِكِيَا وَمَا شِيَّا وَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ». "نبی کریم ﷺ مسجد قبا کی زیارت سواری پر اور پیدل چل کر کرتے تھے اور اس میں دور کعت نماز پڑھتے تھے۔"<sup>1</sup>

اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِنِيْهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَّاءِ فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً كَانَ لَهُ كَأْجُرٌ عُمْرَةً». "جس نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر مسجد قبا آ کر اس میں نماز پڑھی اس کے لیے ایک عمرہ کا اجر ہے۔"<sup>2</sup>

---

<sup>1</sup> صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1193 اور صحیح مسلم، حدیث نمبر: 1399۔

<sup>2</sup> سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 1412۔

اسی طرح بقیع، شہدائے احمد کی قبروں اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت بھی مسنون ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ ان کی زیارت کرتے اور ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے: «زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكَّرُ كُلُّمْ بِالْآخِرَةِ». "قبروں کی زیارت کرو، کیوں کہ یہ تمہیں آخرت کی یادداشتی ہیں۔" <sup>1</sup> صحیح مسلم

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو یہ کلمات کیسیں: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ». "اے اس دیار کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔" <sup>2</sup> اسے امام مسلم نے سلمان بن بریدہ عن ابیہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

ترمذی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 976۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 975۔

کہ اللہ کے رسول ﷺ مدینے کی قبروں کے پاس سے گزرے، تو قبروں میں دفن لوگوں کی جانب منه کیا اور فرمایا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ، يَعْفُرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثْرِ». "اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ ہم کو اور تم کو بخش دے۔ تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں"۔<sup>1</sup>

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کی شرعی زیارت کا مقصد یہ ہے کہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور اس سے مردوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کے لیے دعا اور رحمت طلب کرنے کا موقع ملتا ہے۔

لیکن اگر قبروں کی زیارت کا مقصد، قبروں کے پاس دعا کرنا، وہاں اعتکاف کرنا، ان سے حاجت روائی یا بیماروں کی شفا کا سوال کرنا یا ان کی ذات یا ان کے مرتبے وغیرہ کے واسطے سے اللہ سے کچھ مانگنا ہو، تو ایسی زیارت بدعت منکرہ ہے۔ نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے مشروع کیا ہے اور نہ سلف صالحین نے اس پر عمل کیا ہے، بلکہ یہ ان فتنج باтол میں سے ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «زُورُوا الْقُبُورَ،

<sup>1</sup> سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1035۔

وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا۔ "قبروں کی زیارت کرو اور (وہاں) بے ہودہ بات مت کرو" ۱۱

یہ سارے امور بدعت ہونے میں تو ایک ہیں لیکن سب کے مراتب الگ ہیں۔ کچھ تو بدعت ہیں شرک نہیں ہیں، جیسے قبروں کے پاس اللہ سے دعا کرنا اور میت کے حق اور مرتبے کے واسطے سے دعا مانگنا، جب کہ بعض شرک اکبر ہیں، جیسے مردوں کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا وغیرہ۔

ان باتوں کا مفصل بیان اس سے پہلے ہو چکا ہے، لہذا ان سے متنبہ رہنا چاہیے اور اللہ سے حق کی توفیق اور ہدایت مانگنی چاہیے۔ اللہ ہی توفیق و ہدایت دینے والا ہے۔ اس کے سوانہ کوئی معبدوں ہے نہ رب۔

اس رسالہ کی بابت ہماری یہ آخری بات تھی جس کی ہم نے املا کر دی۔ تمام تعریفیں، اولاً و آخر اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ درود و سلام نازل کرے اپنے بندے اور رسول اور اپنی مخلوقات میں سب سے بہتر شخصیت محمد پر، آپ کی آل، صحابہ اور تاقیامت نبی کے کاموں میں ان کی پیروی کرنے والوں پر۔

---

<sup>1</sup> صحیح مسلم، حدیث نمبر: 977۔ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

## فہرست

حج و عمرہ اور زیارت کے بیش تر مسائل کی تحقیق و وضاحت کتاب و سنت	
کی روشنی میں.....	2
مقدمہ مؤلف.....	2
فصل.....	5
حج اور عمرہ کے واجب کے دلائل اور انھیں جلد سے جلد ادا کرنے کا	
بیان.....	5
فصل.....	11
گناہوں سے توبہ کرنے اور مظالم سے چھکارا حاصل کرنے کی ضرورت کا	
بیان.....	11
فصل.....	19
میقات پہنچ کر حاجی کے کرنے کے کچھ کام.....	19
فصل.....	26
مکانی میقات اور اس کی تحدید.....	26
فصل.....	33
موسم حج کے علاوہ دوسرے دنوں میں میقات پہنچنے والے کا حکم.....	33

37 .....	فصل
37 .....	کیا بچے کا حج اس کے واسطے فرض حج کی جگہ پر کافی ہو گا؟
41 .....	فصل
41 .....	احرام کی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان
51 .....	فصل
51 .....	مکہ میں آنے کے بعد حاجی کیا کرے اور مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد طواف کیسے کرے؟
62 .....	فصل
62 .....	آٹھویں ذی الحجه کو حج کا احرام باندھ کر منی جانے کا بیان
89 .....	فصل
89 .....	ان کاموں کا بیان جن کا کرنا یوم النحر کے دن حاجیوں کے لیے افضل ہے
97 .....	فصل
97 .....	ممتتع اور قارن پر دم کے وجوب کا بیان
101 .....	فصل
101 .....	حجاج وغیرہم پر امر بالمعروف واجب ہونے کا بیان
113 .....	فصل

113 .....	زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کا استحباب
115 .....	فصل
115 .....	مسجد نبوی کی زیارت کے احکام و آداب کا بیان
134 .....	تنبیہ
134 .....	اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کا حکم
139 .....	فصل
139 .....	مسجد قبا اور بقیع کی زیارت کے مستحب ہونے کا بیان

\*\*\*



لِسَالَّهِ الْحَرَمَينَ

## حر میں کا پیغام

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے زائرین کے لیے  
مختلف زبانوں میں رہنمائی کرنے والی شرعی کتابیں



978-603-8591-84-0